

رجسٹرڈ ایل میٹر ۲۶۵۰

ماہواری جریڈ

شش
سال
یہ

جولائی ۱۹۳۳ء
ظہور احمد گوی
لیٹر

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطرقت فخر العلماء قدوة السالکین
زبدۃ العارفین امام العاشقین مولانا الحاج محمد ذاکر گوی فی رات قد

من جانب

دارالکین حزب الانصار بھیرہ پنجاب

اغراض و مقاصد (۱)، اندرونی و بیرونی حملوں کی اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت
اسلام (۲)، اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علم و دینیہ

قواعد و ضوابط

۱، رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی۔ پی ۵ روپیہ خرچ ہوتے
ہیں جو صاحب یا چھوٹے یا اس سے زیادہ رقم انقبض اعانت ارسال فرماتے۔ وہ معاویہ
خاص منظور ہوگی۔ ایسے حضرات کے اسماء گرامی شکریہ کیساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے۔
۲، عربی مجلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت سالانہ عرصہ مفت رہے۔
۳، ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ بالامعاوضہ بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکھتے کم از کم
کم چار آنہ یا ہوا یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

۴، نمونہ کارچہ میں آنے کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے مفت نہیں بھیجا جاتا۔
۵، سالانہ سرانجامی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے محکمہ ڈاک کی بے
غورانیوں اور دیہات کے چھٹی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو
جاتے ہیں۔ اس لئے جس صاحب کو رسالہ نہ ملے وہ مہینے کے اخیر میں اطلاع دیدیا
کریں۔ دوسرے دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔ جملہ خطوط کتابت و ترسیل زر بنام
منیجر رسالہ شمس الہیہ لاہور پنجاب ہونی چاہئے

ماہنامہ خبر پیدہ

شمس السلام

بھیرہ پنجاب

جلد	بابیہ جولائی	۱۹۳۳ء	۵۶	۱۳۵۲ھ	رمیع الاول	نمبر
نمبر شمار	زمرہ ست مضامین	نمبر صفحہ				

۱	باب الحادیث	۲	صدیہ
۲	انوان الشیاطین	۵	عبد الحمید صاحب طالعلم گوردہ
۳	کسید الخائنین نمبر (۳)	۱۲	خانزادہ غلام احمد خان صاحب بنگش
۴	تکلمۃ الایمان	۱۵	مولانا سید لایت حسین شاہ صاحب دیوری
۵	منارۃ قادیانی کی حقیقت	۲۱	مولوی حکیم محمد عبدالغنی صاحب بیڑہ بنگش
۶	رحمت و دجہاں اور مرزا قادیان	۲۸	مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لودھراں
۷	منظرۃ مد	۳۶	ایک غیور مسلمان کے قلم سے

باب الحادیث

عن أبي بن كعب قال قلت يا رسول الله اني اكثر الصلوة عليك فكم
اجعل لي من صلاتي فقال ما شئت قلت الرج قال ما شئت فان
نزدت فهو خير لك قلت النصف قال ما شئت فان نزدت فهو خير لك
قلت فالثلاثين قال ما شئت فان نزدت فهو خير لك قلت اجعل لي
صلاتي كلها قال اذا تكفي همك ويعقر لك ذنبك

ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا اے امیر کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ پر بہت درد و دہڑہا کرتا ہوں (فرمائیے) کس قدر دہڑہا کروں۔ آپ نے فرمایا جتنا تیرا دل چاہے۔ میں نے عرض کیا کہ اپنے وظیفوں کے وقت میں سے چوتھائی حصہ میں درد و دہڑہا کر کے آپ نے فرمایا جتنا تیرا دل چاہے۔ لیکن اگر اور زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے کہا کہ اودھے حصہ میں آپ نے فرمایا جتنا تیرا دل چاہے۔ لیکن اگر اور زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اودھے حصہ میں آپ نے فرمایا جتنا تیرا دل چاہے لیکن اگر اور زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سب وظیفوں کے بدلے درد و دہڑہا کر لوں؟ آپ نے فرمایا اگر ایسا کریگا تو اللہ تعالیٰ تیرے سب غم دور کر دیگا۔ اور سب گناہ بخش دے گا۔ (ترمذی)

من صلی علی فی یوم الف مرة لم ینت حق یرایه مقعدا من الجنة۔
جو شخص ہر روز محمد پر ایک ہزار بار درود پڑھے گا وہ نہ رگایا تک کہ اپنا ٹھکانا جنت میں نہ پہنچے
مے گا۔ راہن شاہن ایضی نرنے کے بعد جنت میں حسابیگا۔

من صلي على كل يوم ثلاث مرات وكل ليلة ثلاث مرات حبا وشوقا
الى كان حقا على الله ان يغفر له ذنوبه تلك الليلة وذلك اليوم -

جو شخص ہر روز دن میں تین مرتبہ اور رات میں تین مرتبہ محبت اور اشتیاق کی راہ سے مجھ پر درود بھیجے گا تو اللہ مجھ پر حسبِ اہم ضرورتیں جاری کرے گا اس کے اس دن اور رات کے گناہ بختم و اپنی کمال

من صلی جن یصوم عشر اوجین عیسیٰ عشر ادرکنہ شفاعتی یوم القیمة
جو شخص صبح اور شام دس دس بار محمد پر درود بھیجے گا اس کو قیامت کے روز میری شفاعت
نصیب ہوگی۔ طبرانی۔

من قال اللهم صل علی محمد وازله المقعد المقرب عندک یوم القیمة
وجبت له شفاعتی جو شخص یہ درود پڑھے گا اللہ صلی علی محمد وازله المقعد
المقرب عندک یوم القیمة اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائیگی (بزار طبرانی)
اکثر و اعلیٰ الصلاة یوم الجمعة جمعہ کے دن مجھے بہت درود بھیجا کرو ابن النعمان
الثروا علی من الصلاة یوم الجمعة فان صلواتکم معروضتہ علی جمعہ کے
دن مجھے بہت درود پڑھا کر دیوں کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)
ابن ماجہ ابن حبان

اکثر و امن الصلاة علی فی یوم الجمعة و ليلة الجمعة فمن فعل ذلك
کنت له شهیدا و شافعاً یوم القیمة جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو مجھ پر کثرت سے
درود بھیجا کرو۔ کیونکہ جو کوئی ایسا کریگا میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور گواہ ہو گا (بیہقی)
الصلاة علی نورا علی الصلاة فمن صلی علی یوم الجمعة ثمانین مرة
غفرت له ذنوب ثمانین عاما درود پڑھنا پندرہ سو دفعہ ہو گا۔ جو کوئی مجھ پر جمعہ کو
دن ۸۰ مرتبہ درود پڑھے گا اس کے انسی برس کے گناہ بخشتے جائیں گے۔ (ازہدی دارقطنی)
من سأل ان یکنال بالملکیال الا و فی اذا صلی علینا اهل البیت فلیقل
اللهم صل علی محمد و آلہ و ائمتہ واجہ امہات المؤمنین و ذریتہ
واہل بیتہ کما صلیت علی الی ابراہیم انک حمید مجید جن شخص کو بھلا معلوم
ہو بھر پور ثواب ملنا درود بھیجنے کا ہم اہلبیت پر تو یوں کہ اللہ صلی علی محمد و آلہ و ائمتہ
واجہ امہات المؤمنین و ذریتہ و اہل بیتہ کما صلیت علی الی ابراہیم
انک حمید مجید (ابوداؤد)

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کتب فی کتابہ

صلی اللہ علیہ وسلم تم نزل الملائکۃ تستغفر لہ ما اہام فی کتابہ ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی کتاب میں صلی اللہ
 علیہ وسلم لکھے جیتک وہ اس کتاب میں لکھا رہے ہوئے اس کیلئے رحمت طلب کرتے رہتے ہیں
 (خطیب) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی
 فی کتاب لم یزل الملائکۃ تستغفر لہ ما اہام اسہی فی ذلک الکتاب ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کتاب میں مجھ پر
 درود لکھے تو جیتک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے اس کے لئے مشغول طلب کرتے رہیں گے
 (طبرانی، خطیب) عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم من کتب عنی علما وکتب معہ صلاۃ لم یزل فی اجر ما قرأ ذلک
 الکتاب ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
 مجھ سے کسی علم کو لکھے اور اس کے ساتھ مجھ پر درود بھی لکھے تو جیتک وہ کتاب پڑھی جائیگی
 اسے اجر ملتا رہیگا۔ (خطیب)

سبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجال یصلی فیمجد اللہ وحمدہ وصلی
 علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادع تحب
 و سل قطع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے سنا اس نے اللہ کی بزرگی بیا
 کی اور اس کی تعریف کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا آپ نے فرمایا اب تو دعا کر
 قبول ہوگی۔ اور مانگ لیگا۔ (ترمذی، نسائی)

ما جلس قوم مجلسا لم یذکر اللہ فیہ ولم یصلوا علی نبیہم الا کان علیہم
 حسرة یوم القیامۃ وان دخلوا الجنة للثواب جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے مگر اس مجلس
 میں نہ اللہ کو یاد کیا اور نہ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا تو وہ مجلس قیامت کے
 دن ان کے لئے حسرت کا سبب ہوگی۔ اگرچہ جنت میں ثواب کے واسطے جائیگے۔ (ابن
 حبان، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم)

بیت لکھا۔ اور ان کے ساتھ ساتھ ائمہ الاسلام۔

بینک احمد سجانہ و تعالیٰ کے فرشتے زمین میں پھرا کرتے ہیں اور میری امت کا سلام بھیج رہے ہیں۔ (نسائی، داری)

مَا مِنْ أَحَدٍ يَسْلَمُ عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح میرے پاس لوتا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں (ابوداؤد، وہیفی)

اخوان الشياطين

(از عبد الحمید صاحب طالعلم)

اَسْتَوْذِعُكَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَانْتَهُمُ ذِكْرُ اللَّهِ ط اُولَئِكَ يَحْزَبُ الشَّيْطَانُ
اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُونَ
(پارہ ۲۸ - سورہ مجادلہ - رکوع ۳)

ترجمہ - ان پر شیطان نے پورا تسلط کر لیا ہے۔ سو اس نے ان کو حسد کی باد بھلا دی یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ خوب سن لو کہ شیطان کا گروہ ضرور بد باد ہونے والا ہے شیطان کی کامیابی ہمیشہ اخوان الشیاطین کے ذریعہ اور امداد سے ہوا کرتی ہے۔ وہ لوگ جو شیطان کو مدد دیتے ہیں ضرور حزب الشیطان کے نام سے پکارے جانے کے قابل ہیں۔ کیونکہ جو شیطان کے کام میں وہی ان لوگوں کے کام میں ہیں اور جو شیطان کی خصلتیں ہیں وہی ان لوگوں کی خصلتیں ہیں۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ اِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔ بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس نے بنی آدم کی عداوت پر کمر باندھ ہی ہے۔ پس اسی لئے بنی آدم بھی شیطان کو بڑی نفرت اور عداوت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کے نام کے ساتھ یہ سب عداوت، ملعون، مردود، خبیث وغیرہ الفاظ لگا دیا کرتے ہیں۔ اور یہی چاہتے ہیں کہ اگر

موقع ملے۔ اور شیطان ہمیں نظر آجائے تو اس لعین و مودی کا سر کچلنے میں ہم ذرا بھی تامل نہ کریں۔ اور اس ناپاک کو نہ تیغ کر کے دنیا کو پاک و صاف کر دیں۔ مگر اس لئے مجبور ہیں کہ وہ سامنے نہیں آتا۔ مجسم شکل میں نمودار نہیں ہوتا۔ مگر ان فوس کہ ایسے ارادے رکھنے والے اور ایسی دشمنی کا دم بھر نپالے پھر اسی سے فریب و چکے کھاتے ہیں۔ اسی کی دوستی کچھ کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ اپنی جہالت اور نادانی سے آپ شیطان مجسم بن جاتے ہیں۔ بقول مولانا نور

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انساں
کار بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر

شیطان اس لئے برا ہے کہ وہ ہمیں گمراہ کرتا ہے، برے راستے لیجاتا ہے، نیکی سے باز رکھتا ہے۔ بدی کے قریب کرتا ہے۔ پس اگر ہم بھی لوگوں کو گمراہ کریں۔ برے راستے لیجائیں نیکی سے باز رکھیں، بدی کے قریب کر دیں، تو پھر ہم میں اور شیطان میں فرق کس بات کا رہا۔ جو کام شیطان کا ہے وہی ہم نے کیا۔ تو پھر ہمیں اپنے آپ کو کیا کہنا چاہئے۔ شیطان مجسم نہیں ہیں تو کیا ہیں؟ بہت سے اس کے بھائی مجسم شکل میں نمایاں ہیں۔ بہت سے اس کے مددگار ہمارے آگے پیچھے، دائیں بائیں، نظر آتے ہیں۔ کیا شیطان ہی کو برا کہنا چاہئے؟ اور ان کو نہیں۔ کیا شیطان ہی قابلِ نفرت اور لائقِ عداوت ہو۔ وہ نہیں؟ اسے میرے دوستو! اگر شیطان سے بچنا چاہتے ہو تو پہلے ان سے بچو۔ اگر شیطان سے نفرت رکھنا چاہتے ہو تو پہلے ان سے رکھو۔ یہی شیطان کے ذریعے ہیں۔ یہی شیطان کے نائب ہیں۔ یہی شیطان کے لشکر ہیں۔

اول وہ لوگ ہیں جو خود کسی قسم کا گناہ کرتے ہیں۔ یا خود کسی عیب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو اس میں اپنے دوستوں ملاقاتیوں کو بھی شریک کرتے ہیں۔ کہ آؤ تم بھی ایسا کرو جیسا کہ ہم کرتے ہیں۔ یعنی ہمارے ساتھ زندگی بازی کرو۔ شراب پیو یا چرس پیو۔ یا جھنگ نوش کر دو۔ جیسے ہم ہیں ویسے تم بھی بن جاؤ۔ جیسا کہ ہم نے اپنی اوقات کھانا کھا ہے، ساتھ بھرانے اوقات کھانا کھا کر دو

دوسرے لوگ ہیں جو کسی کو اپنی بدکاری میں شریک تو نہیں کرتے اور نہ کسی کو شریک ہونے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ نہ اصرار کرتے ہیں۔ نہ جبر کرتے ہیں۔ مگر وہ اپنی بدکاری کو چھپاتے نہیں اپنے عیبوں کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ نہیں کرتے۔ بلکہ علانیہ بدکاری کرتے ہیں۔ اور نیز ظاہر لوگوں سے بچوٹ و خطر من مانی موج اڑاتے ہیں اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اور لوگ بھی انہیں دیکھ کر سیکھیں اور بے حیا اور بغیرت بن کر ایسے کام کرنے لگ جائیں۔ اور جب انہیں کوئی نصیحت کرے یا سمجھائے تو جھوٹ جواب دیں کہ اس میں کیا برائی ہے۔ اس میں کیا عیب ہے۔ دیکھو فلاں فلاں صاحب بھی تو اب کرتے ہیں۔

مثلاً زید ایک اچھا لائق آدمی ہے۔ مگر اس میں شراب خواری کی خصلت ہے۔ اور وہ شراب چھپا کر نہیں پیتا۔ تو لوگوں کو مثال دینے کے لئے اور اس کام کو بچوٹ و خطر کرنے کے لئے ایک نمونہ بنتا ہے۔ اور موقع ملتا آتا ہے مثل مشہور ہے کہ خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔ پس اس بے غیرتی اور حیائی کا نمونہ بن گیا۔ اسی کو دیکھ کر لوگ برائی کا سبق سیکھیں گے۔ پس اسی طرح اگر رندی باڑ کھانے میدان میں رندی بازی کرے گا تو دوسروں کو بگاڑنے کا گناہ بھی اسی کے سرمہ کا۔ اور دوسروں کو بگاڑنا ہی شیطان کی خصلت ہے۔ تم بذات خود کیسے ہی برے کام کرو اس سے ہمیں کچھ سہرا کار نہیں۔ مگر خدا کی مخلوق کو بگاڑنے کے کام مت کرو۔ شیطان کے مددگار مت بنو۔ کہ یہ گناہ بہت ہی بڑا ہے کہ آپ بھی خراب ہو اور دوسروں کو بھی خراب کرے۔ یاد رکھو دنیا میں بری چیز وہی سمجھی جاتی ہے جسے ہر وقت ہر زبان سے سنتے رہتے ہیں۔ اور ہمارے کانوں میں ہمیشہ اُس شے کی برائی کی آواز گوش زد ہوتی رہتی ہے۔ وہی شے ہمارے آنکھوں کو بری نظر آنے لگتی ہے۔ آپ خیال کریں کہ مسلمان خنزیر کے گوشت کو اور ہندو گائے کے گوشت کو کیوں برا سمجھتی ہیں۔ کیوں اس کے کھانے میں نفرت و کراہت کرتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ بچپن سے اس کو برا سنتے چلنے آئے

ہیں۔ اور ماں باپ۔ عزیز واقارب۔ دوست آشنا۔ ہمسایہ سب کے منہ سے اس کی برائی کہتے سنتے دل میں وہ باتیں نقش ہو گئیں۔ اب وہ نکل نہیں سکتیں۔ پس زنا کاری۔ اور جوا بازی۔ اور شراب خوری۔ وغیرہ کو جس وقت سب یک زبان ہو کر برا کہیں گے تو ہرگز ہمیں اس کو اچھا کہنے کی جرات نہ ہو گی۔ اور جب ہم میں سے چند لوگ اُسے علانیہ اچھا کہیں گے یا اس فعل کے سراپا زار مرتکب ہوتے، بیٹگے تو دوسرے بھی انہیں دیکھ کر وہی راستہ پکڑیں گے۔ اور نفرت و کراہت ان کی طبیعت سے بھی جاتی رہے گی پس شیطان ہمیں یہ نصیحتیں کب سکھانے آتا ہے۔ ہم آپ اپنے بھائیوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ شیطان کو محنت نہ اور اجرت بھی دینی نہیں پڑتی۔ اس کے کام ہماری مدد سے خود بخود بنتے چلے جاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس

تیسرے وہ شخص جو بڑے عورتوں کی شادی کر دینے میں تامل کرتا ہے یا جوان اولاد کو بھئیہ نکاح کے بٹھا رکھتا ہے۔ گویا ان کو اپنے بھجنس کے حوالے نہ کر کے شیطان کے حوالے کر دیتا ہے۔ وہ بھی شیطان کا مددگار ہے۔ جو اولاد لاؤ جبکہ اپنی بخل اپنے بھجنس سے خالی پاتی ہے تو ضرور طبیعت اِدھر اُدھر بھٹک جاتی ہے۔ اسی طرح جبکہ بڑے عورتوں کو قوتِ شہوانیہ ابھارتی ہے تو ضرور طرح طرح کے دوسرے اور برے خیالات دل میں آتے ہیں۔ اور شیطان کو خاصہ موقع ملتا آجاتا ہے کہ وہ انہیں بدکاری پر آمادہ کرے۔ اور ان کی عزت، و خرافت، عصمت، و ننگ و ناموس کو خاک میں ملا دے۔

افسوس شریعت نے تو حکم دیا ہے کہ اولاد جب سن بلوغ کو پہنچے تو فوراً نکاح کر دو۔ مگر شیطان نے یہاں کان میں یہ چھوڑا کہ جب تک دھوم دھام سے، گھوڑے، باجے، موجودہ نوں اور طرح طرح کی دواہیات رسومات نہ ادا کرو نکاح کا نام نہ لو۔ اور دھوم کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے اگر وہ سب یہ ہم نہ پہنچے تو یہ شیطان کے بندے چپ چاپ بیٹھ رہتے ہیں اور شیطان جلتا ہے خوشیاں مناتا ہے کہ اب میری ملا بہ آئی اب اس اولاد کو دیکھو کہ سناج چھاتا ہوں۔ میں انہیں ایسی سیرکاریاں سکھائوں اور ایسا بندہ حرص و ہوا کا بناؤں کہ دوسرے دوسرے کو گھر خراب ہوں گے۔ اور پانچ سے پانچ سو گھروں میں زنا ہو گا

اور اسی کی وجہ سے بچپن میں مسلمان لڑکے عیاش اور ہر گز بد معاشر ہو جاتے ہیں مولانا اشفاق حسین صاحب مختار دیونسپل پبلک پراسی کیوٹر سابق میونسپل کمشنر مراد آباد اپنی تصنیف کردہ کتاب "خون کے انسو" میں بیان کرتے ہیں کہ اپنے شہر، قصبہ، و محلہ میں غور سے نگاہ ڈالئے آپ کے علم میں کوئی شے تو ال انسپکٹر، ڈپٹی کلکٹر، تحصیلدار، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، منصف، بیج، مختار، وکیل بیرسٹر، مجسٹریٹ، ڈپٹی کمشنر، کمشنر رہتا ہو گا۔ تو ملاحظہ کیجئے کہ اس کی اولاد بیٹے، پوتے، نواسے اپنے بزرگوں کے مرتبہ کو پہنچے ہیں کہ نہیں۔ محلے، شہر، قصبہ میں ہر طرف غور سے نگاہ دوڑائیے آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے اکثر کی اولادیں تباہ حال ہیں۔ ان کے بیٹے آٹھویں کے درجے سے آگے نہیں بڑھے۔ حالانکہ قدرت نے انہیں غیرت بیرسٹر، اودانچیر بننے کا موقع دیا تھا۔ اس کی وجہ سے یہ خمال میں رہی ہو سکتی ہے جو میں مسند پرچہ بالا طور میں بیان کر آیا ہوں۔

ہاں پھر غور کیجئے کہ بیوہ کی عقد ثانی کر دینے کے لئے شریعت محمدی میں بڑی تاکید ہے۔ مگر شیطان دشمن بنی نوع انسان نے امت محمدی کو رسم و رواج کی دھماکا پہنائی کہ حبال کیا ہے کہ مسنونہ رائے شیطان کے ایک قدم بھی آگے بڑھیں۔ شیطان ہند سے جہالت کی بھی آنکھوں پر چڑھا کر اپنے دشمن انڈیائی کی غلامی کرے لگے۔ اگر کہو کہ بیوہ کو بھار کھنا برا ہے تو جواب دینے لگے نہیں جی بیوہ کا عہدہ کر دینا باج ہے۔ ہم لوگ اسے عیب گنتویں۔ یہ رسم ہم سے نہیں توڑی جاوے گی۔ انوسس! یہ حق شیطان پر کاحول پڑتے ہیں۔ مگر میں ان پر کاحول پڑھتا ہوں۔ یہ لوگ اس غریب بیوہ کو حق میں شیطان سے کچھ کم نہیں ہیں۔ شیطان ان سے خوش ہے کہ انہوں نے شیطان کو اگلی پکڑنے کا سہارا دیا۔ وہ ملعون اپنے جی میں کہتا ہے کہ اب میں بیوہ کو کہاں چھوڑتا ہوں صاحبو! مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ جب یہ لوگ شیطان کو برا سمجھتی ہیں۔ تو آپ شیطان کا کام کیوں کرتے ہیں۔

چارم وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے عیب بیان کرتے پھرتے ہیں۔ ادا

کو بدنام اور رسوا و فضیحت و ذلیل کرنے میں کوئی دقت نہ فرو گذاشت نہیں کرتے۔ ان لوگوں سے بھی شیطان کو مدد ملتی ہے۔ کیوں کہ شیطان بھی چاہتا ہے کہ پہلے کسی کو درغلاؤں اور پھر اُسے رسوا اور بدنام کروں۔ تاکہ وہ بدنام اور فضیحت ہونے کے بعد پورا بیعت بن جائے۔ اور کسی عیب کے کرنے میں بدنامی کا خوف باقی نہ رہے۔ اور یہ بات تجربہ سے صحیح ثابت ہوئی ہے کہ جب تک انسان نیک اور اچھا کھاتا ہے۔ تو اس کے دل میں اپنی برائیوں کے چھپانے کا بہت خیال رہتا ہے۔ اور جوں جوں وہ نیک مشہور ہوتا جائیگا توں توں وہ برائیوں سے دست بردار اور کنارہ کش ہوتا جائیگا۔ لیکن جب اس کو برا مشہور کیا جائے تو پھر وہ برائی اور بدنامی سے غیرت نہیں کرتا اور اس کے دل سے رسوائی کا خوف جاتا رہتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ حسد اسیبا دھماکتا ہے۔ اور عیب ڈھائیچکنے کا حکم فرماتا ہے۔ بقول سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۔ خدامی بیندومی پورشد۔ ہمسایہ نبی بیندومی خروشد

پس اگر شیطان کسی کو درغلا کر کامیاب ہوا تو شیطان کے مریدوں نے اسی فضیحت کر کے شیطان کو اس کے کام میں زیادہ کامیاب کر دیا۔

انوس ہے کہ انسان کا سلوک انسان کے ساتھ ایسا رہے۔ اور یہ لوگ غریب انسان کی مدد نہ کر کے پسند شیطان کی مدد کو آمادہ اور تیار ہیں۔ غرضیکہ حزب الشیطان کا کمان تک ذکر کیا جائے۔ اور ان کی حالت پر کھانک روایا جائے۔ پس شیطان کے مددگار اس قدر زمانے میں پھیل پڑے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے جملہ جہان کو بچائے۔ آمین۔ و شتم آمین

پنجم اگر کوئی شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے۔ اور نیکی کے لئے کمر ہمت چمت طور پر باندھتا ہے تو یہ عجب شیطان اُس کے گلوگیر ہو جاتے ہیں۔ اس کے ارادے کو توڑنے کے لئے اور اس کی محنت برباد کرنے کے لئے آئین چڑھاتے ہیں۔ اور اس کو ترو ترو میں رہتے ہیں کہ کسی طرح اس کے حوصلے پست کریں۔ کہ یہ طرح اس شخص

کیا خائنین

(سلسلہ اشاعت گذشتہ)

اقبال نزول جبریل بعد از فوت رسول طہیل

لا زخان زاد غلام احمد صاحب نگار

بند گشتہ ایک این شیعہ بدو لایون
وحی می آورد از عرش خدا کی کا فون
از پس در اولو شتے سبیلہ اسرار بطون
فاتح ابواب اسرار علوم مایکون
ہیچ یک مخفی نہ اندہ اندہ دل از دل
در حق آن مصحف ہی دانستہ بخت
مہبط جبریل دانند و لایک امجون
و گر بیان تفکر خود منو سے سرگون
غوق کردہ امت مرحومہ اندر طنون
بس دلائل صیت تا مرزا شودان کا ذل

وحی بعد از رحلت آنحضرت از دنیا دون
بر جناب فاطمہ گویند جبریل امین
ادخیزیں واقعہ کردہ بہ اب الائمہ
چون شدہ مجموع آن مصحف بنام فاطمہ
ذره ذره در زمین و در سموات علما
علم ناپیدا کنایہ غیب کو خاص خدا است
این دو بیچ و دو امام خاندان را انفسہ
کاشکے این رہ نور دان فضالت کاشکر
این چہ بیدینی دشواری در بیان خستہ
گر نباشد منقطع وحی خدا بعد از نبی

ایچہ استغنا بہ قرآن ایچہ تہذیب

رحم بر مائینو یاں یا الہ العالمین

۴ ہون

ملاحظہ

وحیۃ العلوب ج ۷ ص ۲۷۷

اصول کافی ص ۱۲۷ و ۱۲۸

مکرم دوستو! آپ کو میرا اے آجمانی کے دعاوی وحی پر تعجب ہو تھا۔ اور کہ
کرینیا دعویٰ کہاں سے ایجاد کیا۔ چونکہ اہلسنت کا حصہ کثیر بالخصوص علماء دین

کوشیوں کے علوم مخفیہ اور اسرار ائمہ سے قرنہا قرن سے خبر نہیں۔ کیونکہ محکم ائمہ شیعہ اپنے دین کی اشاعت اور عقاید کے اظہار سے منع ہیں بلکہ ایک قسم کی بدعسا کر حکمران ہیں کہ (ومن اذاحله اذله الله) کہ جو ہمارے دین مذہب عقائد کی اشاعت کرے خدا اس کو ذلیل رسوا اور خواہ و زار کر دے۔

امین ثم امین بحرحمہ طہ ولس

دعا کر سکے امام کی یہ بدعتا مدرسۃ الواعظین لکھنؤ اور ان کے کارکنوں پر پڑے۔ کہ انھوں نے اطاعت امام کو پس پشت ڈال کر کھلے بندوں ان سے مخالفت شروع کر کے ائمہ کے راز سر بستہ کو طشت از بام کر دیا، نادانانہ سنی ان کو اپنی طرح کا مہینہ بالقرآن سمجھ کر اپنا پیشوا سمجھ رہے۔ بلکہ شیعہ سیدوں کا شیعوں سے زیادہ احترام کرتے رہے۔ اور اکثر جگہ اب بھی کر رہے ہیں۔ اب ان اشاعتوں کی بدولت جگہ جگہ ہوش آنے لگا ہے۔ کہ یہ مذہب تو ایک بلا ہے۔ جن کا خدا الگ۔ قرآن الگ۔ رسول الگ۔ مہدی الگ۔ مذہب الگ۔ ایساں الگ۔ بلکہ زبان الگ۔ میں ہر ایک جگہ پر الگ الگ روشنی ڈال کر اپنے نادانانہ برادران اسلام کو باخبر کر سیکر کوشش کر کے کچھ لکھتا۔ مگر کیا کروں کہ یہ مضمون ایک ماہانہ رسالہ شمس الاسلام کے لئے ہے۔ نہ کہ کسی ضخیم کتاب کے واسطے۔ اب اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ کہ یہ دعویٰ کا ذہیر زائیس جو قادیان کے دارالخیران سے نکلا ہوا ہے۔ اس سے بدتر ہوا بڑھکر سابق اذین فرقیہ رافضیہ اس کی بنیاد مخفیہ خفیہ رکھ کر اسلام کی بنیاد کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ جیسا کہ اوپر اصول کافی اور حیات القلوب میں حوالے دیئے گئے ہیں۔ یعنی وحی جبرئیل کی بنیاد اس سے قبل رافضیہ رکھ کر امت محمدیہ میں دروغ گوئی اور کمانت کا بیج بونیکے ہیں۔ صدر میں گیارہ ابیات کا مجموعہ اس مقصد کے متعلق سبق آموز ہے۔ چنانچہ ان کا مجموعی ترجمہ حسب ذیل ہے

وحی کے متعلق تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول خدا خاتم النبیین کے دنیا سے گذرنے کے بعد جبرئیل کا نزول بطور وحی الہی بند ہو چکا ہے۔ لیکن شیعوں کا عقیدہ

اس کے جنتلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے فوت ہونے پر جبریل علیہ السلام روزمرہ بی بی فاطمہ کے پاس آکر اس کو تسما قسم باتوں سے آگاہ کرتے اور رنگ برنگ حالات سناتے رہے۔ اس نے اس بات سے اپنے شوہر حضرت علی کو آگاہ کر دیا کہ ایک فرشتہ روزمرہ اگر ہر طرح کی باتیں سن رہا ہے۔ اُس نے فرمایا کہ جب وہ آجائے مجھ کو خبردار کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا۔ حضرت علی قلم و دوات وغیرہ لے کر دروازے کے آڑ میں بیٹھ کر اس کے تمام خبریں لے کر جو وہ حضرت فاطمہ کو سن رہے تھے لکھنا اور جمع کرنا شروع کیا چنانچہ اس سے ایک کتابچہ بن گیا تھا۔ جس پر مصحف فاطمہ نام رکھا گیا ہے۔ (اس میں کیا ہے؟) وہ تمام واقعات جو زمین و آسمان میں قیامت تک ہونے والے ہیں۔ ذرہ ذرہ اس میں درج ہیں۔ بلکہ داوڑہ امام سب کے سب کو پڑھ کر حاصل ہے کہ ان کے پاس جبریل علیہ السلام آتے رہتے تھے۔ کاشکے یہ کلمہ اسلام کے رٹنے والے جنہوں نے بیدینی اور بدعت کا ایک شور دنیا بھر میں برپا کر رکھا ہے اس بات پر تھوڑا سا غور کرتے کہ اگر داوڑہ امام دراصل ایسے ہی تھے جن پر جبریل نازل ہوتے رہے تو پھر رسول خدا کے ختم نبوت کا اِدعا یا اقرار کا کیا مطلب؟ اور آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ سے کیا فائدہ جبریل کا نزول تو واسطے ترغیبات و نواہد اخروی کے ہوتا ہے۔ نہ اس لئے کہ وہ اماموں کو علم نجوم جعفر سکھایا کریں۔ کیونکہ اس علم میں تو ہند و ہندوت بھی ان کے شریک ہیں۔ اگر ان کو جبریل با علم لدن کے ذریعہ سے حاصل ہوا تو بھلا ہندوستان کو کہاں سے حاصل ہوا۔ علاوہ بریں میرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کر نیکی لوشیعوں کے پاس دلیل کیا ہے۔ کیونکہ میرزا کی جماعت کو تو صرف اہل سنت ہی ساکت کر سکتے ہیں۔ اور رافضیہ کے لئے تو انکا دوسرا ذیل کا ہی جواب کافی ہو سکتا ہے۔

ع

ایں گناہیت کہ در شرفائیز کفند۔

شیعوں کا ان واقعات سے انکار صرف دھوکہ دہی اور دروغ گوئی پر مبنی ہوگا۔ ملاحظہ فرمادیں۔

مصحفِ فاطمہ کا نام ہی نام ہے صفحہ در صفحہ زمین پر اس کا کوئی نشان موجود نہیں جیسا عتقا اور سیمرغ کا نام ہی نام ہے وگرنہ بیچ - ورنہ روافض ہندیان کو جو ہر ایک عمل بدعت میں اپنے ایرانی برادران سے پیش پیش ہیں کسی میدانِ مباحثہ و مناظرہ میں اوس مقدس صحیفہ فاطمہ کو سامنے لا کر ہم منکر بن کو دور سے تو اس کا درشن کراہیں - ورنہ کہا جائیگا

اے طبلِ بلند بانگِ در باطن، بیچ

تکمیلۃ الایمان

ترجمہ اردو

تبصرۃ الایمان

(بلسلۃ اشاعت گزشتہ) ہر صا
از حضرت مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دہری

تبصرہ نمبر

علمائے فرقائے اسلام کے درمیان ہدایت و گمراہی کی نسبت میں اختلاف ہے - بعض امامیہ کہتے ہیں کہ ضلالت کا خالق شیطان ہے - چنانچہ مجمع البیان میں پارہ پانچ سورہ نسا کی تفسیر آیہ کریمہ یوید الشیطان ان یضلکم ضلالا بعیدا میں مصرح ہے اور علمائے اہلسنت کہتے ہیں کہ ہدایت و ضلالت دونوں منجانبِ امد ہیں آیت کریمہ ہے من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ جبکہ خود ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں - سو اگر شیطان کو گمراہی کا حق النہا تھا جائے تو شرک لازم آتا ہے

ہاں شیطان گمراہی کا نمونہ ہے۔

تبصرہ نمبر ۶

خیر و شر کی پیدائش میں اختلاف ہے۔ اہلسنت اس پر ہیں کہ خیر و شر دونوں منجانب اہل حق و باطل سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ بات کتب امامیہ سے بھی مفہوم ہوتی ہے۔ چنانچہ عبید بن جریہ رضی اللہ عنہ کے تیرہویں باب کے ذکر مجلس الرضا مع سلیمان المروزی میں مذکور ہے۔ اس طرح کافی کے کتاب التوحید کے باب خیر و شر سے (بھی) مفہوم ہوتا ہے کہ خالق خیر و شر حق تعالیٰ شانہ ہے۔ اور اکثر علماء امامیہ نے اس باب میں گفتگو کی ہے۔ جس کا بیان اس مختصر کے لائق نہیں ہے

تبصرہ نمبر ۷

بعض امامیہ مدعا ہے خود را بر ذات الہی واجب دانند (اس کا مطلب سمجھ میں آ رہا ہے مترجم) اور خود اکثر علماء ذات باری عز و جل پر کسی چیز کے وجوب کو مرتبہ الوہیت کے منافی اور شان ربوبیت کے مخالف سمجھتی ہیں۔ شیعوں کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ عدالت خدا پر واجب ہے۔ اور اس کو اصول دین سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ نیکی کی جزا اور بدی کی سزا دینا خدا پر لازم ہے۔ چنانچہ شیخ ابن بابویہ کتاب الاعتقاد میں لکھتی ہیں العدل فی البصیۃ علی الحسنۃ الحسنۃ و علی السيئة السيئة۔ حالانکہ یہ عقیدہ نص صریح کے مخالف ہے۔ جیسا کہ فرمایا حق تعالیٰ نے یغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء۔ نیز اس عقیدہ کی بنیاد پر مترجم (توبہ و استغفار کی راہ اور شفاعت انبیاء و صالحین کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اور (نیز) امامیہ پر ہائے عدل کے رجعت کے مستند ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ائمہ طاہرین کے مخالفین اسی دنیا میں (زندہ ہو کر) پھر واپس آئیں گے۔ اور اپنے اعمال کی سزا بھگتیں گے۔ جیسا کہ حق الیقین کے باب پنجم مقصد نہم میں مذکور ہے۔ (کیا دارالجزاء اور قیامت کا بھی ان کو انکار ہے) دوسرے جب فرداً فرداً اپنے اپنے وقت میں ائمہ اپنے اپنے مخالفین سے ٹکرائیں گے پھر اپنے وقت میں کوسب کے مخالفین من اولہم الی آخر ہم یکب وقت ان غریبوں کی

کے مقابلہ کو اکتھے ہو جائینگے تو اس وقت یہ بیچارے ائمہ کس گوشہ میں پناہ لینگے۔
 خدائی نصرت کا ہر وہ سہ بھی محض فضول اور سازمودہ را آذمودن کا مصداق ہے۔ ایک بار
 خدا نے جس وقت ہدایت خلق بھی اُسکو ان ائمہ سے مقصود تھی ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا
 تو پھر رجعت جو بغرض انتقام ہوگی دنیا کا خاتمہ ہو رہا ہوگا۔ خدائی امداد کی غریب ائمہ کو کیا
 امید ہو سکتی ہے۔ کیا امام حسین علیہ السلام و شہدارِ کربلا رضی اللہ عنہم بوقتِ رجعت
 شیطان کو منہ سے بمقابلہ عدلے ائمہ کچھ چبلائی کی امید رکھ سکتے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں
 تو کیا لایلدخ المومن حجروا احد ہر تین کے مخالف نہ ٹھہریں گے۔ اس کے
 علاوہ اس کی کون ذمہ داری لے کہ سابق کی طرح رجعت کے بعد کے موعید میں بھی خدا
 کو بدلا واقع نہ ہوگا۔ اور وہ ان کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا۔ اور مخالفین ائمہ جو کچھ
 کسر رہ گئی ہو اس کو بھی پوری ذکر لینگے۔ قتل بروا۔ (استغفر اللہ منہم غفرلہ) اور
 امامیہ کا مقصود اس رجعت کے عقیدہ سے یہ ہے کہ ان کے خیالِ باطل میں چونکہ حضرت
 شہید خداری علیہ السلام عنہ شیخین کے زمانہ خلافت میں مظلوم و مظلوب تھے تو بقاعدہ
 عدل (اسی دنیا میں ان کو اپنے دشمنوں پر غالب بھی آنا چاہئے۔ یہ اہم خود ہی امیر المؤمنین
 کے مظلوب ہونے کے بے اصل دلائل و براہین بیان کرتے ہیں۔ پھر بقاعدہ عدل)
 آپ کے غلبہ کے اثبات میں سراسیمہ ہوتے دور از کار باتیں بناتے ہیں۔ مگر طرفہ یہ ہے کہ
 رجعت کا اہتمام مشرکین و دشمنانِ انبیاء و مسلمین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے تجویز نہیں
 کرتے اور اس سارے کد و کاوش کا مقصد یہ ہے کہ فضائلِ خلفاء اسلام رضی اللہ عنہم کو
 کسی طرح رو کیا جائے۔ ملا باقر سالہ رجعت کی آٹھویں حدیث میں احوالِ امام مہدی
 علیہ السلام کو لکھا ہے کہ جتنے طرح کے ظلم و کفر و گناہ و جور و جفا کہ ابتداء سے عالم سے قیام
 مقاومت تک واقع ہوئے ہیں وہ سب شیخین کے سر ڈالے جائیں گے۔ حالانکہ یہ باب صریح
 اہل فریبی ہے۔ خدا پر عدل کو واجب کرنا اپنے اماموں کو معصوم ٹھہرانے سے (ایک
 عجیب تحفہ مفاد کا تجویز کر لیا ہے۔) مگر کرے کوئی اور بھرے کوئی پہلوں کا دیالی
 شیخین کے سر ڈالنا کون انصاف اور کہاں کا عدل ہے۔ کیا لا تمزس و امتز لا و سزر

آخری کے علم میں بھی بدا تو واقع نہیں ہو گیا؟ مترجم)

تبصرہ نمبر ۸

شیعہ کہتے ہیں لطف ذاتِ باری تعالیٰ پر عقلاً واجب ہے۔ چنانچہ خواجہ نصیر
تجربہ العقائد کے اندر الہیات کے فصل ثالث میں حق تعالیٰ کے افعال کی نسبت
لکھتے ہیں کہ اللطف واجب لیحصل الغرض بلہ۔ یہی وجہ ہے کہ امامیہ
نبوت و امامت کو بر بنائے لطف ذاتِ باری تعالیٰ پر واجب سمجھتی ہیں۔ چنانچہ حق یقین
کے باب سوم بحث چہارم میں لکھا ہے کہ لطف حق تعالیٰ پر واجب ہے عقلاً۔ اور لطف
ایسی چیز ہے کہ مکلف کو طاعت سے قریب کرتا اور معصیت سے دور رکھتا ہے جیسے
پیغمبروں کو بھیجنا۔ اور اماموں کو انکاء قائم مقام بنانا اور وعدہ و وعید اور ثواب و عقاب
وغیرہ۔ انتہی کلامہ

شیعوں کی غرض (ان خرافات سے) خلفاءِ ثلاثہ کی خلافت کو باطل کرنا ہے
(اور ہیں) چنانچہ نبوت و امامت کے تحت میں کہا جائیگا اور اکثر علماء کے نزدیک خدا
تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اور جو کچھ و مکر تا ہے وہی لطف ہی۔ واللہ لطیف
خبیر

تبصرہ نمبر ۹

امامیہ کہتے ہیں کہ اصل خدا تعالیٰ پر واجب ہے چنانچہ حق یقین کے باب سوم بحث
پنجم میں لکھا ہے "امامیہ را اعتقاد این است کہ آنچہ اصل باشد از برائے خلق و نظام
عالم فعلش بر خدا ہے تعالیٰ واجب است۔ اور اہلسنت کے نزدیک حق تعالیٰ کی
ذاتِ اقدس غیر محض ہے۔ اور اس سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہی اصل ہے۔ مگر بطریق

وجوب نہیں

تبصرہ نمبر ۱۰

امامہ شک و دہکارتِ شناختِ الہی غفل کے حوالے سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حسن۔

دنچ عقلی ہے۔ چنانچہ حق الیقین کے باب سوم بحث اول میں مذکور ہے اور ان کا مقصد یہ ہے کہ غیر معصوم کی امامت عقلاً قبیح ہے۔ اور اہلسنت کے نزدیک حسن و نسج میں اعتبار شرعی کافرق ہے اور اس کا درجہ اس کے وجود سے متاخر ہے (یعنی صدور و فعل کے بعد اس کو اچھا یا برا باعتبار احکام شرعی کے کہہ سکتے ہیں) اور اچھے و برے میں تمیز امر و نہی شارع سے ہوتی ہے ورنہ اس کی کنز و حقیقت کا ادراک ناممکن ہے۔ (ادار عقل و متفاوت ہیں۔ کسی چیز کو ایک سخن سمجھتا ہے دوسرا مذموم۔ مترجم)

تبصرہ نمبر ۱۱

اہلسنت قیامت میں حق تعالیٰ کے دیدار کی امید پر اس جانب ہیں کہ مؤمن آخرت میں حق تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ اور منافق اس نعمت سے محروم رہیں گے جس کی دلیل آیت کریمہ ہے **وَجِئْ بِمُؤْمِنِي نَاضِرًا إِلَىٰ سَبْغَاتِنَا لَهُمْ مَكْرُومَةٌ** امامیہ نص صریح میں تاویل کرتے ہیں۔ اور باوجود اقرار صریح و بصر و تکلم و قدیمت باری تعالیٰ کے رویت باری تعالیٰ کے منکر ہو گئے۔ چنانچہ حق الیقین کے باب سوم بحث چہارم میں لکھا ہے کہ "صانع عالم ویدنی نیست۔ دیدہ سر اداکب ان نواں کرد نہ در دنیا۔ نہ در آخرت۔ الخ۔ اور اس الحار کا فائدہ بجز مخالفت اہل سنت و اقتداء علوم فلاسفہ کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ حالانکہ عقیدہ اہلسنت کی تصدیق کتب معتبرہ امامیہ سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ من لا یخضرہ الفقہ کے کتاب الصلوٰۃ کے باب سجدہ شکر میں لکھا ہے **لَقَوْلِهِ تَعَالَىٰ اَسْكُرْ لَهٗ کَمَا شَكَرْ لَی وَاَقْبِلْ اِلَیْهِ بِفَضْلِهِ وَاَسْكُرْ لَهٗ** یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کا شکر کیا۔ اور اگر وہ گاجو میرا شکر ادا کرے۔ اور اپنے فضل کے ساتھ اس سے پیش آؤنگا۔ اور اس کو اپنا چہرہ دکھلاؤنگا۔ نیز ابن بابوہر نے نقل کیا ہے **سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَهَلَّتْ لَی عَنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ يَرَاہُ الْمُسْلِمُونَ یَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ نَعَمْ**

یعنی امیر المؤمنین سے پوچھا کہ خدا تعالیٰ کو قیامت کے دن مومن دیکھنے کے یا نہیں؟ فرمایا
ہاں۔

تبصرہ نمبر ۱۲

اہل سنت کا اعتقاد قرآن مجید کے ساتھ پختہ و ثابت ہے۔ لقولہ تعالیٰ ذٰلِكَ
الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ اور قرآن مجید کا معجزہ یہ ہے کہ منافق کو حفظ نہیں رہتا اور
اور اہل سنت کے اعتقاد میں کلام اللہ قدیم ہے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر نازل ہوا ہے بے کم و کاست موجود ہے۔ اور کسی قسم کی تحریف و تبدیل اس
میں واقع نہیں ہوتی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ (بلا فرق) اسی طرح باقی رہیگا۔ ممکن نہیں
کہ کوئی اس میں ایک حرف بڑھائے کیونکہ کلام الہی کے ایسا کوئی کلام کسی مخلوق سے
صادر نہیں ہو سکتا۔ ارشاد خداوندی ہے قُلْ لِّنَّاسِ حَقُّهُنَّ اَلْاَنۡسَ وَالْجَنُّ
عَلٰی اَنْ يَّمۡسُکَآ هٰذَا الْقُرۡاٰنَ لَا يَخۡفَوۡنَ مِنْہٗ اَشۡیَءَ وَاَلَا یَعۡلَمُونَ لِبَعْضِ
ظَہِیۡرِہٖ۔ اور قرآن میں کمی کی محال نہیں ہے لقولہ تعالیٰ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکۡرَ
وَاَنۡا لَہٗ حَافِظُوۡنَ۔ اور کلام اللہ میں بدل کر نیکی بھی کسی آدمی میں
طاقت نہیں ہے چنانچہ حلاصۃ التبیح کے بارہ آٹھ سورہ انعام میں آیہ کریمہ
وَقَدَّحۡتَ کَلِمَۃً سَرَّابَکَ صَدَقَۃً وَّعَدَۃً لَّکَلِّمَآنَہٗ وَہُوَ الصَّمِیۡعُ
کا تفسیر میں لکھتے ہیں ”ہیچ کس نسبت کہ تبدیل دہندہ باشد مرا اخبار و احکام اور۔ چنانچہ
تبدیل و ادند تو نہایت رازیرا کہ حق تعالیٰ محافظت قرآن فرمودہ از تبدیل ام۔ اور
امامیہ اس پر متفق ہیں کہ قرآن شریف حادث ہے۔ چنانچہ ملا باقر نے منہج الفضلین کے
باب اول میں لکھا ہے کہ شیعوں کا اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ کے اوامر و نواہی اور اس کی
خبریں حادث ہیں۔ پس قرآن حادث ہوگا۔ اور امامیہ کہ قرآن شریف کے مکمل ہونے
ہوئے کی صحت میں تردد ہے یہی وجہ ہے کہ حفاظ قرآن کا اس فرقے میں رواج نہیں ہے

حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ سست اعتقادی نے یہ دن دکھلا دیا کہ ہمارے زمانہ میں شیعو اپنے مردوں پر بجائے قرآن کے مٹیہ خوانی کرتے ہیں۔ اور قرآن میں ان کے اس قسم کے شک و تردید کا سبب یہ ہے کہ وہ کلامِ امد میں خلافتِ شیخین کی خبر اور خطا را شدین و ازواجِ مطہرات سید المرسلین صلواتِ امد و سلامہ علیہم اجمعین خصوصاً عائشہ صدیقہ کے فضائل اور مذہبِ اہلسنت کی تائیدات بلا تاویل کے ظاہر و باہر پاتے ہیں۔ جیسا کہ اس کے محل میں اس کا مذکور ہو گا۔ اور باوجود تاویلات و تکلفات کے جن کے بیان کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے شیعوں کا مطلب قرآن سے حاصل نہیں ہوتا۔ بہت تردد و سہمی کے بعد بعض علماء متاخرینِ شیعہ کی یہ رائے قائم ہوئی کہ حضرت عثمان نے قرآن مجید سے چند آیات کو نکال دیا اور قرآن کو ناقص بنا دیا۔ اور کہتے ہیں کامل قرآن امامِ مہدی کے پاس ہے اور چند سورہ و آیات کو جمع کیا ہے۔ جس کو جزو منقوص قرآن جانتے ہیں۔ مگر ان بناؤں کی آیات اور سورہوں کا نماز میں پڑھنا حلال نہیں سمجھتے۔ چنانچہ علامہ علی نے تجرید الاحکام کے کتاب الصلوۃ مقصد ثانی فیصل چہام میں اس کی تصریح کی ہے۔ اور کلامِ امد کے نقصان کا عقیدہ ان جاہلوں کے عقیدے کے متنازع ہے جو خدا و رسول سے مجبور ہو کر کوئی جنابِ امیرِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدائی اور کوئی آپ کی نبوت کے قائل ہو گئے۔ یہی حال حضرت عثمان کی دامادی کے انکار کا ہے۔ چنانچہ آئندہ مذکور ہو گا۔

(باقی ماقی)

مینارِ قادیانی کی حقیقت

از جناب حکیم محمد عبد الغنی صاحب ایڈیٹر سالہ گلدستہ حکمت جھیو انوالی

ضلع گجرات

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده۔ اما۔

رسالہ دیوبند میں منظرِ قادیان بابت ماہ دسمبر ۱۹۷۷ء میں ص ۱۱۱ ایک مضمون بعنوان

”منارۃ المسیح کی حقیقت“ شائع ہوا ہے۔ عنوان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ واقعی منارۃ المسیح کا حال بیان کیا جائیگا۔ لیکن مضمون کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ منارۃ قادریانی کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔ سچ ہے کہ ”برعکس نسبت نام رنگی کا نور“

اس مضمون میں مضمون نگار نے جہاں اپنے حسن عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی انفرادی پر دازی اور غلط بیانی سے بھی کام لیا ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہے چنانچہ لکھتا ہے۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”مسح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا“

کیوں صاحب! حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا یا مسیح اگر کوئی منارہ بنوایگا۔ اگر نہیں فرمایا اور یقیناً نہیں فرمایا تو صاحب مضمون کی افترا پر دازی میں کیا شبہ ہے؟ اور جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے اس کے خلاف کہنا غلط بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟ حالانکہ افترا پر دازی اور غلط بیانی کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سخت ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيُتَبَوَّأْ

مَقْعِدًا مِنَ النََّّارِ۔ ترجمہ: حضرت علیؑ سے روایت ہے۔ کہا۔ سنائیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ فرماتے تھے کہ مجھ پر جھوٹ نہ بولنا۔ (یعنی میری طرف سے وضعی باتیں بنا کر لوگوں کو نہ سنانا) پس تحقیق وہ جو جھوٹ بولے مجھ پر ضرور دی ہے کہ آگ میں داخل ہو جائے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

عَنْ سَلْمَةَ بِنْتِ إِسْحَاقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يَقْلِبْ عَلَيَّ مَآلِمَ أَقْلٍ فَلْيُتَبَوَّأْ مَقْعِدًا

اصغر الہام۔ ترجمہ: اگر عارضہ اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ کہا۔ سنائیں

یہ گھر کی شہادت دوسری تمام شہادتوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ تفصیل اس اجمال کی ہے کہ میرزا صاحب نے جب مسیح موعود اور مہدی مسعود بننے کا دعویٰ کیا تو مسیح اور مہدی کے متعلق جس قدر احادیث اور پیشینگویاں تھیں سب کو کھینچ تان کر اپنے چرچہ پاں کر گئے۔ پوری پوری کوشش کی۔ جیسا کہ نامہ نگار کو بھی اقرار ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ایک پیشینگوئی فرمائی تھی۔ جو یہ ہے۔ لَبَّتُكَ اللَّهُ الْمَسِيحَ بْنَ مَرْيَمَ قَبْلَ نَزْلِ عَذَابِ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرَفِي دِمَشْقَ بَيْنَ هَهْ وَذَاتَيْنِ وَأَضْحَا كَقَبِهِ عَلَى أَجْفَتِهِ مُلْكَيْنِ الْحَمْدُ تَرْجُمُهُ يَحْيَىٰ كَمَا أَعَادَ تَعَالَى سَجِّدًا مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ كَوَلِّسَ ائْتَرِينَكَ وَهَذَا زِدَكَ مِنْهُ سَفِيدٌ كَمْ شَرَفَتِي دِمَشْقُ كَمْ دِرَاخِلِيكَمْ هُوْنَ كَغَيْسِي عَلَيْهِ السَّلَامُ وَدُمِّيَانُ وَوَكْبُرُونَ رَوْحَهُ وَزَنْجُ كَمْ - رکھے ہوئے ہوں گے دونوں سیخیلیاں اپنی اوپر بازو دو فرشتوں کے ۔ اِنْ مَشْكُوَّةً شَرِيفٍ مَّرْجُمْ جُلْدُهُ بِأَبْعَادِ قُبَاعَتِ - و تو مدعی غیفر مترجم جلد دوم باب فقنہ دجال ۔

اسی پیشینگوئی کے متعلق نامرنگار نے لکھا ہے کہ مسیح موعود ایک ستارہ کا مالک ہو گا۔ حالانکہ اس پیشینگوئی میں ملکیت کا ذکر بھی نہیں ہے۔ یہود پیشینگوئی ہے جس کے پورا کرنے کی مرنا جی نے ہر ممکن کوشش کی۔ اور طرح طرح کی تادیلوں سے کام لیا۔

(۱) قادیان کو دمشق سے تعبیر کیا۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ دمشق کا لفظ

محفل استماع کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ صبح اولیٰ ۶:۰۰ تا ۷:۰۰
 ۲۹ نومبر

رکھنے ہیں۔ دشن کے ایک، مناسبیت اور مشابہت رکھتا ہے۔ - جیسوم پلا

قادرمان کی نسبت مجھ الوہام ہوا ہے کہ اُخرجَ جَمِیْنًا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ بِیْهِ

میں بڑی ہی لوگ پیدا کئے گئے ہیں حاصل ۲۷ مکاشفہ -----

اور یہ بھی مدتِ اہام ہو چکا ہے انا نزلناہ قہیبا من القادیان و

بالحق الزمانہ و بالحق نزل و مکان و عدل اللہ مطلق لا یعنی ہفتہ
اس کو قادیان کے قریب آتا ہے۔ اور سجائی کے ساتھ آتا ہے۔ اور سجائی
کے ساتھ اترا۔ اور ایک دن وعدہ اللہ کا پورا ہونا تھا۔ اس الہام پر نظر
کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز
کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔ بلفظہ
از الہام طبع اول ص ۳۷ طبع سوم ص ۳۸

(۲۷) پھر بقول نامہ نگار حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے
کے لئے پٹنہ مغنیس بروز جمعہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو منارہ کا سنگ بنیاد بھی رکھا
تاکہ یہ اعتراض نہ ہو کہ قادیان میں کوئی منارہ نہیں ہے۔

(۳۱) اور آخر دوزر و چاروؤں کی بھی توجیہ ان الفاظ میں کر دی کہ
و یحکو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی
جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ”مجھے آسمان سے حب اتویج
تو دوزر و چارو میں اس نے پہنچی ہوئی ہوں گی“ تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں
ایک اوپر کے دھڑکے اور ایک نیچے کے دھڑکے۔ یعنی مراق اور کثرت بول (رہا)
تشیخ ذابیت ماہ جون ۱۹۰۶ء ص ۵۵ اور اخبار بدیع مہدی جون ۱۹۰۶ء ص ۵۵

صاحبان! مرزا صاحب کے ان استدلالات - تاویلات - اور توجیہات سے ان کے
خوش اعتقاد مرید اور ڈھیل یقین لوگ تو مطمئن ہو کر میرزا صاحب پر تثار ہو گئے۔
لیکن کامل الایمان اور واقع الاعتقاد لوگوں کو ایسی ہودی اور مکرور باتوں سے کب
اطمینان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئی اور پھر رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی
ایک ایسا مبارک ہے جس سے صادق اور کاذب میں امتیاز ہو سکتا ہے۔ مدعی کاذب تو
اپنے اشیات دعویٰ کیلئے پیشگوئی کو عمدہ پورا کرتا ہے مگر صادق
کے وقت میں پیشگوئی خود بخود پوری ہو جاتی ہے۔
میرزا صاحب مع مہود و مخدع اور مہدی مہود ہونے کے شوق میں دھڑکے دھڑکے

اور پیشگو یوں اور حدیثوں کو بھی اپنے چرچا میں کرنے کے لئے بہتر سے لے کر ہاؤس ماسک
لیکن صحیح بات یہ ہے کہ چھائی مثل کے مطابق چھوڑ کر عمارتیں بن گئیں۔ ان کو خود بھی اطمینان
نہ تھا کہ میں واقعی مسیح موعود ہوں۔ کیونکہ پیشگو یوں اور حدیثوں کے الفاظ ان کی تکلیف
کر رہے تھے۔ اس لئے خود ہی ازالہ اوہام میں لکھ دیا۔ کہ

تمکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر
حدیثوں کے بعض ملامتہری الفاظ صادق آسکیں۔ ازالہ اوہام طبع اول ص ۲۰

طبع سوم ص ۲۲

پھر دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں

اور ممکن ہے کہ اول دمشق میں ہی نازل ہو۔ ازالہ اوہام طبع اول ص ۲۹۵ طبع سوم
صفحہ ۱۲۲۔

چونکہ مرزا صاحب کو اپنا دعویٰ چھوڑنا بھی محال تھا۔ اور اپنے پر پورا یقین بھی نہ تھا
اس لئے (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف) اپنے سوا اور بھی بہت سی
مسح آئے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

اس عاجز کی طرف سے یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ
ہے۔ اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا۔ بلکہ میں مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ

اے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک ہی مسیح بن مریم کے آئینے میں دیکھا ہے۔ مگر مرزا صاحب اس
ہزار سے بھی زیادہ مسح آئے کے قائل ہیں۔ عین تفاوت رہ اندکجاست نا کہجا۔ واضح رہے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی حواہیوں کو مستنبط کیا تھا کہ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ بہتیرے مسیح
نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں ہی وہ ہوں۔ اور بہت سی لوگوں کو گمراہ کرینگے۔ قرآن مجید
آیت مبارکہ

(۲) اس وقت اگر کوئی تمہیں کہے دیکھو مسیح یہاں یا وہاں ہے تو یقین نہ لائیو کیونکہ چھوٹے مسیح
اور کچھ بڑے بھی آئیں گے اور نشانیاں اور کرامات دکھائی دیں گے۔ اگر ہو سکا تو برگزیدوں کو بھی
گمراہ کرتے رہتم خبردار ہو۔ دیکھو میں نے تمہیں سب کچھ پہلے ہی کہہ دیا ہے قرآن مجید آیت مبارکہ

ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسجح آسکتا ہے۔ ازالہ طبع اول ۲۹۵ء سوم ۱۲۲
الغرض میرزا صاحب نے پیشگوئی مذکورہ کا مصداق بننے اور اس کو پورا کر کے کی پوری
کوشش کی۔

(۱) استعارہ کہہ کر قادیان کو دُشَق سے مشابہت دی۔

(۲) دوزر و چادروں کو اپنی دوہمیا یوں سے تعبیر کیا۔ اور

(۳) اسراف و تبذیر کا خیال نہ کرتے ہوئے منارہ کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا؟
کیا میرزا صاحب کی زندگی میں مکمل ہو گیا؟

اس کے جواب میں نام نہ نگار لکھتا ہے۔ کہ یہ منارہ حضرت مسیح جو علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
اپنی حیاتِ مبارک میں تکمیل نہ پاسکا۔

آخر کہتا ہے کہ چونکہ میرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے نہ تھے اس لئے خدا تعالیٰ کو
منظور نہ تھا کہ ان کی زندگی میں منارہ مکمل ہو۔ پس میرزا صاحب دل کے ارمانِ دل ہی
میں لیکر نہایت یاس اور حیران کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے

کوئی بھی کام سچا تراپورا نہ ہوا۔

نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا حجابا

رَحْمَتُ وَجْہَانِ

اور

مِرَاۓ فَاوِیَاں

از مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں مشرقی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے نبی سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عالم
میں بعثت فرما کر آپ کو تاجِ رحمتہ للعالمین پہنا دیا۔ اود آب کے حق میں صاف

فرمایا۔ و ما اسرسلناك الا رحمة للعالمین ہم نے آپ کو عالموں
 کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہم نے
 دیکھا کہ امدہ تعالیٰ نے مخلوق پر قیم قیم کے انعام و اکرام فرمائے اور آپ کے
 صدقہ میں کفار تک کو بھی عذاب و دنیا سے محفوظ رکھا۔ اور ان سرکش اور باغی
 لوگوں کو جو اس قابل تھے کہ ان پر آسمان سے پتھر برسے۔ زمین سے پانی نکل کر دبو
 دے تاکہ وہ لوگ اپنے کئے کی کچھ سزا دنیا میں ہی بھگت لیں۔ اور جو خود ان الفاظ
 سے حق تعالیٰ سے عذاب مانگتے رہے۔ **اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الَّذِي**
مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارًا مِّنَ السَّمَاءِ اَوْ اَلَيْتَ لِبَعْلَا
اَلْكَبْرِ۔ انھیں جواب ملا ہے **مَا كَانَ لِبَعْلَا بَهُمْ وَاَنْتَ ظَهِيرٌ**
 جہاں رحمتہ للعالمین جلوہ گر ہوں وہاں اللہ تعالیٰ ہرگز عذاب نہیں کریگا
 امدہ تعالیٰ نے بجز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کو اس پیارے لقب
 سے یاد نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی کوئی دوسرا بجز محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے رحمتہ للعالمین
 ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے خصائص میں آپ کا
 رحمتہ للعالمین ہونا بھی شمار کیا ہے۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۸۹ ج ۲) شیخ عبدالحق
 محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں کہ "رحمت رانبت خاص است
 بان حضرت "مدارج النبوة" ص ۱۸۸ ج ۱) امام محمد بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ نے آیت
تِلْكَ الرِّسَالُ وَفَضْلُنَا کی تفسیر میں رحمتہ للعالمین کو حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خصوصیت بنا کر آپ کی فضیلت علی سائر الانبیاء و رسل کی ہے
 (تفسیر کبیر) امام عزالدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہا ہدایۃ السؤل فی تفضیل الرسول
 میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص و فضائل شمار کرتے ہوئے
 لکھتے ہیں **وَمِنْهَا اَنَّ اللّٰهَ اَسْرَمَ سَكَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً**
لِّلْعَالَمِیْنَ۔ (جواہر البحار ص ۱۸۹ ج ۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 خصائص میں سے ایک آپ کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ آپ کو امدہ تعالیٰ نے

رحمۃ للعالمین نبی اکرم بھیجا۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردودہ اور بنار اور ابو یعلیٰ اور بہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث معراج کا اخراج کیا۔ معراج کا واقعہ مفصل بیان فرماتے ہوئے فرمایا ثم لقی اسراراح الانبیاء فاشفق علیہم سربہم۔ یعنی پھر حضور علیہ السلام نے اسراراح انبیاء سے ملاقات فرمائی۔ اور انبیاء نے اپنے رب کی شان کی حدیث میں تمام انبیاء کا شکرت کرنا مفصل مذکور ہے۔ جب سب نبی اپنی اپنی شان ختم کر چکے تو سب کے بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی ثناء فرماتے ہوئے فرمایا الحمد لله الذی علیہ سلمتی رحمۃ للعالمین وکفاۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ وانزل علی الفرقان فیہ تبیان کل شیء وجعل امتی خیرامۃ وجعل امتی وسطا وجعل امنی ہم الاولون والآخرون وشرح لی صلاۃ ووضیع عنی وزری ورفیع لی ذکرہی وجعلنی فاشقا وخامتا (شرح الشفا ص ۳۹۱۔ خصائص کبریٰ ص ۱۷۱) ترجمہ اس اللہ کے لئے ہو جس نے مجھے رحمت للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ اور مجھ پر ایسا فرقان نازل فرمایا جس میں ہر ایک چیز کا روشن بیان ہے۔ اور میری امت کو خیر امت اور امت وسطا کیا۔ اور انھیں اولین و آخرین کیا۔ اور میرے سینے کو کھولا۔ مجھ سے میرے بوجھ کو اتارا۔ میرے ذکر کو بلند فرمایا۔ اور مجھے شائع و حاتم بنایا۔ انتہی

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ رحمۃ للعالمین پیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں۔ اس لئے کہ جب تمام نبی لایا اپنی ان ان نعمتوں کا ذکر کو کے جو رب تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھیں۔ اپنی اپنی شان ختم کر چکے تو اب حال اس امر کا مقتضی تھی کہ حضور علیہ السلام ان صفات کا ذکر فرما کر اپنے رب کی شکر ادا فرماتے۔ جن صفات سے صرف حضور علیہ السلام ہی موصوف ہیں۔ اور جو صفات

اور کسی میں نہیں پائی جہاں ہیں۔ جیسے قرآن سوا آپ کی کسی اور پر نازل نہیں ہوا اور جیسے کسی اور نبی کی امت امت وسط اور خیر امت نہیں۔ اور جیسے الشراج صدر اور رفعت ذکر کے مالک آپ ہی ہیں۔ اور جیسے نتائج و خاتمہ جز آپ کے اور کوئی نہیں۔ ایسے ہی رحمتہ للعالمین بھی محبت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دوسرا نہیں

میرزا صاحب کا اعلان

حضرات جب آپ یہ معلوم کر چکے کہ رحمتہ للعالمین محبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دوسرا نہیں ہے تو اب ذرا میرزا صاحب قادیانی کی طرف آئیے۔ اور آپ کی چالاک دیرے باکی ملاحظہ فرمائیے۔ آپ نے اگلے دیکھا نہ چھو حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسرد ہمایا بننے کی خاطر حقیقۃ الوحی میں یہ الہام لکھ مارا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ فرمایا ہے مَا اسرسلناک الا رحمتا للعالمین (حقیقۃ الوحی ص ۸۲) اللہ اللہ کیا کہنا میرزا صاحب کی ہمت کا۔ اور کیا کہنا اس جرات کا۔ دیکھئے تو حضور سہرورد عالم سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ میں مان زمان میں تیرا ہوا آپ اپنے آپ کو کس زبردستی سے ٹھونسنے چاہتے ہیں۔ گویا جس کے غلام بننے میں اسی آقا کی سند پر بیٹھنا چاہتے ہیں

مرزا صاحب رحمتہ للعالمین بننے کو تو بن گئے۔ اور سہرورد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت میں اپنے آپ کو ٹھونٹے ٹھونٹے ٹھٹھٹ گئے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آپ دنیا کے لئے رحمت ثابت ہوئے یا عذاب اور جو شان بمقامِ رحمتہ للعالمین ہونے کے حضرت سید انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی کیا اس کا ذرہ خفیف بھی میرزا صاحب پر نظر

آتا ہے ؟

پس جاننا چاہئے کہ حضرت خاتم النبیین رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

تاجِ رحمت کے تین کنارے ہیں۔ یعنی آپ کی رحمت کے تین پہلو ہیں۔

(۱) حضور و حضرت سرورِ عالم و عالمیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کفار کا عذاب دیا سے محفوظ رہنا۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار کے حق تک میں بدعائدہ فرمانا۔ اور ان کی اصلاح کیلئے دعا فرمانا۔ باوجودیکہ کفار آپ کو سخت سے سخت تکالیف پہنچاتے تھے اور باوجود اس کے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عرض کرتے تھے کہ حضور ان کے حق میں بددعا فرمائیں۔

(۳) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسن الناس حسناً ہونا۔

پہلا پہلو کافروں نے کہا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاصْطَلِحْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ اَوْ اَنْتَلِنَا بِعَذَابِ اَلَيْمٍ۔ اے اللہ اگر تیرے نزدیک یہ دینِ محمدی سچا ہے (اور ہم جھوٹے ہیں) تو ہم پر تو آسمان پر سے پتھر برسنا۔ یا کوئی دردناک عذاب آ۔ اس سے ظاہر ہے کہ کفار نے اللہ سے عذاب کی درخواست کی۔ مگر شہار احمد مختار کے کہ آپ کے رحمتہ للعالمین ہونیکے صدقہ میں جیسے عذاب کے اللہ نے یہ فرمایا کہ مَا كَانَ لِلّٰهِ لِيُعَذِّبَ الْمُكْفِرَ وَاَنْتَ هِيْهِمْ۔ جہاں رحمتہ للعالمین جلوہ گر ہے وہاں اللہ عذاب ہرگز نہیں کرے گا۔ علامہ المصطفیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں قد اسرسلہ اللہ تعالیٰ رحمتہ للعالمین والرحمة والعذاب ضدان والصلدان لا یجتمعان (روح البیان ص ۸۷ ج ۱) اللہ تعالیٰ حضور کو رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور رحمت و عذاب ضدین ہیں پس حضرت کے ہوتے عذاب کیسے کیونکر آئے۔ چونکہ اجتماع ضدین محال ہے

علامہ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ معانی الغیب میں فرماتے ہیں ان کل نبی قبل نبینا کان اذا کذب قومہ اھلک اللہ المکذبین بالخسف والمسخ والغرق۔ وانہ تعالیٰ اخر عذاب من کذب رسولنا

الى الموت او الى القيامة مفاتيح الغيب هذا جلد ۶ حضور سے قبل جب کوئی قوم اپنے نبی کو نواہد تعالیٰ انھیں عذاب خف و صغ اور غرق سے ہلاک کر دیتا۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب کے عذاب کو اللہ تعالیٰ نے موت یا قیامت تک مؤخر کر دیا۔

آیت زیر بحث مَا أَسْرَأْنَاكَ إِلَّا سَرَّحْنَاكَ لِلْعَالَمِينَ کا تفسیر میں حضرت

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہوا عام فی حق من امن ومن لم یؤمن فمن امن فهو سرحته له فی الدنیا والاخرۃ ومن لم یؤمن فهو سرحته له فی الدنیا بتاخیل العذاب عنہ (خازن ص ۲۹ ج ۳) یعنی حضور علیہ السلام مؤمن

وغیر مؤمن سب کے واسطے رحمتہ ہیں۔ مؤمن کیلئے تو آپ دنیا و آخرت میں رحمت ہیں

اور کافر کے واسطے آپ صرف دنیا میں رحمت ہیں۔ کہ آپ کے صدقہ میں کافر سے عذاب

مؤخر ہو گا۔ علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہوا سرحته للمؤمنین فی الدنیا

وللکافرین فی الدنیا بتاخیل العقوبة فیہا۔ ہمارے برعاشیہ نازن صفحہ ۲۷۹

یعنی حضرت مؤمن کے واسطے دنیا و آخرت میں رحمت ہیں۔ اور کافروں کے لئے ان ہی

عذاب دنیا مؤخر ہو جائیگی جب سے صرف دنیا میں رحمت ہیں۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں ان الله جعل هکذا صلی الله علیہ وسلم سرحمة للعالمین اسے

اس سرحمة لہم کلہم (ابن کثیر ص ۱۳ ج ۶) یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کو سب کے واسطے (مؤمن ہو یا کافر) رحمت بنا کر بھیجا۔ اور فرمایا فان قيل فای

سرحمة حصلت من کفر بلہ اگر کافر جائے کہ کافروں کو کون سی رحمت حاصل ہے

فالجواب من امن بالله والیوم الآخر کتب له الرحمة فی الدنیا والاخرۃ

ومن لم یؤمن بالله وسرہو له عو فی ہما اصاب الاہم من الخسف

والمسح۔ (ابن کثیر ص ۱۲ ج ۶) تو جواب اس کا یہ ہے کہ مؤمن کیلئے

دنیا و آخرت میں رحمت لکھ دی گئی۔ اور مسافر اس غراب سے بچ جائے گا جو پہلی

اتنوں پر خف و صغ سے پہنچا۔ ابن ملک فرماتے ہیں کہ حضور کافروں کے لئے

بھی رحمت ہیں کہ ان العذاب سرفض عظام فی الدنیا بسببہ کیونکہ کسی حد فزین
ان سے عذاب دنیا اٹھا لیا گیا۔ (مرقاۃ صفحہ ۲۹ ج ۵) الغرض حضور کی رحمت سر
کھمد نے بھی حصہ پایا۔ اور کیوں نہ پاتے کہ آپ کو رحمۃ للعالمین کہا گیا ہے اور
عالمین میں کافر بھی شامل ہیں۔

میرزا صاحب کی رحمت کا پہلو

اب ذرا رحمت دہانی انوکھے رحمۃ للعالمین کی رحمت
کے اس پہلو پر نظر فرمائیے۔ آپ ہمیں آتے ہی سناتے ہیں الاہراض تشاع و
النقص تشاع۔ ملک میں بیمار پاں پھیل گئی۔ اور بہت جانیں ضائع ہون لگی حقیقتہ
الوحی ص ۹) چھپا لیسواں نشان، تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائیگی اور ہر ایک مقام
طاعون سے آلودہ ہو جائے گا۔ اور بہت مری پڑیگی۔ اور ہزار ہا لوگ طاعون کا شکار ہو
جائیں گے۔ اور کئی گاؤں ویران ہو جائیں گے اور مجھ دکھا دیا کہ ہر ایک جگہ اور ایک
ضلع میں طاعون کے سیلہ در رحمت لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ پیش گوئی کئی ہزار شمار
اور رسالوں کے ذریعہ سے میں نے اس ملک میں شائع کی۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد
ہر ایک ضلع میں طاعون چھوٹ پڑی۔ چنانچہ تین لاکھ کے قریب ایک جانوں کا نقصان
ہوا۔ اور ہو رہا ہے (حقیقتہ الوحی صفحہ ۲) یاد رہے کہ خدا نے مجھ عام طور پر زلزلوں
کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیش گوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے
ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض

۱۔ سچان اللہ ایک طرف سے تو رحمتہ للعالمین ہونے کا دعویٰ۔ اور دوسری طرف
عذاب اپنی صداقت کا نشان بناتے ہیں۔ ۲۔ بیان اس امر کی تشریح نہیں کہ ہزار ہا لوگ
صرف مسلمان ہی ہوں گے اور میرزا فی نہیں۔ اور گاؤں جو دیوان ہوں گے میرزا فیوں کے نہیں صرف
مسلمانوں کے ہی ہوں گے بلکہ عموماً بتایا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ میرزا فی بھی طاعون کا شکار
ہو گئے۔ ۳۔ ان کا نام اور ۴۔ ان کے گھر اور ۵۔ ان کے شمار۔ یہ سب باتیں

اور بعض ان میں قیامت کا مونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں
چسلیں گی۔ اس موت سے پرندہ چرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمیں پر استعد سخت
تباہی اسیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر
مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور
بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۵۴)
اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر نہ جاتی۔ پر میرے آنیکے ساتھ خدا کے غضب کے
وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے (حقیقۃ الوحی ص ۲۵۶)

مست خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تنہا ملک ان
سے محفوظ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ شائد ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے
اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور
اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی حمایت ساری مدد نہیں کرے
گا۔ میں شہروں کو گرے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ (حقیقۃ
الوحی ص ۲۵۷) فوج کا زمانہ مستاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوہ
کی زمین کا واقعہ تم بحشم خود دیکھ لو گے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۵۸) پیٹنگلوں کے
مطابق طاعون کا عذاب ان پر آگ کی طرح برسا اور کئی ہزار دشمن جو مسیحی تکذیب
کرتا اور بدی سے نام لینا تھا ہلاک ہو گیا۔ حقیقۃ الوحی ص ۲۵۹۔ ایک دفعہ طاعون کے
زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی (حقیقۃ الوحی ص ۲۶۰)

باقی داس

اے کیسے باہرہ کہہ سکتے تھے جبکہ ان میں آپ حبیب رحمۃ اللعالمین جلوہ نما تھا اے مرزا یوسف خدا
سوچو تو ذرا مدنی رحمۃ اللعالمین کے تو آنے سے غلابا ٹھ گئے اور اس انوکھے رحمۃ اللعالمین کے
آنیسے اور بھی غلابا و غضب کے دروازے کھل گئے۔ کیا اچھا رحمۃ اللعالمین ہے کہ کیوں نہیں
آپ مسیحی ہم میں رحمۃ اللعالمین موجود ہوں۔ اے مرزا یوسف کیا کہیں گاؤں میں خود غلابا ہو

مناظرۂ مد

میرزا صاحب کو پتوا اور مجھ پر کافر قلموں نہیں

(قبول نہیں)

ایک غیور مسلمان کے قلم سے

جس نے

(الف)

اشعار میں زائچہ ترجمان نامہ

۳۳ وَلَوْ كَانَتْ أَلْفُ مَسَائِلَ جَاهِلٍ
اگر مشنہ اللہ نہ ہوتا تو ایک جاہل
۳۴ فَهَذَا عَلَيْكُمْ مِنْ آيَةِ الْوَقْدِ
پس مولوی شنوار احمد کا ہر پر احسان ہے
یَسْأَلُ وَلَا يَدْرُسُ مَقَامِي وَمَجْهُورِ
میر نے باری میں شک کرتا اور مجھ کو سوالوں سے بے خبر
اِسْرِي كُلِّ مَجْهُوبٍ ضِيَاءِي فَتَشْكُرُ
کہ ہر ایک غافل مہارتی دشمنی کی اطلاع سوسم اس کا
شکریہ کرتے ہیں

بقیہ ۳۵۔ بعض نفیس رحمتہ للعالمین جلوہ گرہوں پر وہی گاؤں اس عذاب میں گرفتار ہو جائے۔ اعلیٰ لطف
یہ ہے کہ اس عذاب کی خبر بھی نہیں ملے الا اعلان رحمتہ للعالمین ہی دیتے ہیں۔ اسے منہ صاحب
جب اگر رحمتہ للعالمین ثابت نہ ہو سکے تھی تو رحمتہ للقداریان ہی ثابت ہو جاتے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر کوئی مرزائی
مرزا صاحب سے پوچھ لیتا کہ حضور ایک طرف تو آپ رحمتہ للعالمین بن رہے ہیں۔ اور ایک طرف آپ حکمت
کو کرتا رہتے کہ قادیان سے طاعون کی خبر نہ ہو

۲۵ اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِآيٰتِنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهٰٓؤُلَآءِ اَصْحٰبُ الْاَكْحَامِ فَجَمَعْنَاهُمْ يَوْمَٓا وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ
۲۶ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيۡنَ وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ
۲۷ فَجَمَعْنَاهُمْ يَوْمَٓا وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ
۲۸ اَنۡهٰٓؤُنۡفِىۡ عَمۡدٍ مِّنۡ دُونِهَا فَجَمَعْنَاهُمْ يَوْمَٓا وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ
۲۹ هٰٓؤُلَآءِ اَصْحٰبُ الْاَكْحَامِ فَجَمَعْنَاهُمْ يَوْمَٓا وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ
۳۰ وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ
۳۱ وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ
۳۲ وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ
۳۳ وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ
۳۴ وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ
۳۵ وَفِرْعَوْنُ عَلٰى سُرْتُوٰنٍ مَّعْبُوۡتٍ

۲۵ چنانچہ ہم نے اسی آسمان کو دکھا کر جو کہ
کیونکہ میرے غلبہ سے خدا کے نشان
۲۶ اور اسی علی صحابی لیا ما و کفر
اور لوگوں کو میرے دوستوں پر برا بھلا
۲۷ وَلَکِنَّ مِنْ قَوْمٍ کَانَ یُحَدِّثُ
مقرر کر نہیں ہیں نیز نظر نہیں آتی مگر وہ اپنی قوم کے
۲۸ وَقَالُوا اَحَلَّلْنَا اَرْضَ رَبِّنَا لِنُقَسِّبُ
اور کہا ہم ملید زمین داخل ہو گئے ہیں پس ہم میرے
۲۹ وَلَا طَعْنُ سِرًّا مِّثْلَ طَعْنِ بَکْرٍ
اور کوئی نیز اس طعن کی طرح نہیں جو بار بار کہا جاتا ہے
۳۰ فَصَارَ اَبُو عَظْمٍ الْغُولِ قَوْمًا تَمَرًا
پس وہ ایک غول کی دھڑکے سے بڑے کی طرح ہو
۳۱ وَهَلْ یُبْقِیْنَ اَهْلَ الْاَهْوٰی مَا یَذِکُّ
مگر بھلا ہوا پرستوں کو دھڑکے فائدہ دیتا
۳۲ یَسْجُدُ لِمِ مَعْنٰی اَمْرِ یَحْتَاجُ یُجَرِّ
ناحقوں کو میرے جیل سے محروم کے
۳۳ وَقَالَ یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا
اور کہا کہ خدا کی قسم تو ایک کر ہے جو اختیار کیا گیا
۳۴ فَاِیۡحِبُّ اَبۡنَیۡنَ مٰۤیۡسِدَ کَیۡفَ یُجۡمَعُ
پس تعجب ہو مفسد سے کیسی دلیری کر رہا ہے
۳۵ فَاِیۡحِبُّ اَبۡنَیۡنَ مٰۤیۡسِدَ کَیۡفَ یُجۡمَعُ
پس تعجب ہے اس پھر پر کہ کہ گس
بننا چاہتا ہے

۴۶ قَطَائِفُ قَدْ كَفَّرُوا بِي بَوَغْظِهِ
پس ایک گروہ نے اس کے بغض سے مجھ کا زہ کیا
۴۷ قَلَمًا عِنْدِي وَحَسَنَ صَحْبِي أَنَا
میں جب وہ مدبرہ گیا اور میرے دوستوں کو
۴۸ دَعَا لِيْبَهُنَّ لَوْنٍ مُرَوِّسَا
اسکو بلایا کہ جھوٹے کی موت پہلے خدا کی باتوں سے
۴۹ وَكَذَّبَ اِغْبَاثًا مِثْلِي وَابْنُ
اور اغباث السج کی جو یہ کتابیں تھیں گھڑ گیا اور ایک نشان تھا کہ
۵۰ وَقِيلَ لَا مَلَاةَ الْكِتَابِ مِثْلِهِ
پس اس کو کہہ گیا کہ اغباث السج کی طرح کوئی کتاب لکھ

وَقَطَائِفُ قَالُوا كَذَّبُوا بِرُؤُوسِ
اور ایک گروہ نے کہا کہ یہ شخص جھوٹ بیان کرتا
يُصِرُّ عَلَى تَكْذِيبِهِ لَا يُقْصِرُ
کہ وہ تکذیب پر اصرار کر رہا ہے اور باز نہیں آتا
مُضِلٌّ قَلَمٌ كَيْسَكْتَ وَلَمْ يَتَحَسَّرْ
جو گمراہ کتابیں ہیں نثار احمد اپنے سر جب ہوتا تھا
وَعَلَّطَهُ كَذِبًا وَكَانَ يُدَوِّرُ
اور جھوٹ کی راہ سے غلط فہم دیا اور جھوٹ بولا
وَقَالَ كَاهِلُ الْعَجْبِ اِنِّي سَامِعُهُ
پس اس نے خود نہانی سے کہا کہ میں کھونٹا
پس اس نے خود نہانی سے کہا کہ میں کھونٹا

(ب)

اشعار میرزا پر تنقیدی نظر

شعر ۳۳ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا وجود صداقت مرزا پر وسیل تصور کیا گیا
حالانکہ پہلے یہ روایا گیا ہے کہ وہ جانور ہے بھیڑ یا بے غول ہے۔ پھلی ہے مفند
ہے۔ اور معلوم نہیں کہ کیا تھا ہے۔ تو ایسے کذب کو کس طرح نشان صداقت بنایا
جاسکتا ہے۔ اس میں اصرار کا لفظ بھی بے محل ہے۔ کیونکہ مولوی ثناء اللہ نے مرزا کو
کسی قید یا بند خیر سے رہائی نہیں دی۔ حالانکہ آئندہ شعروں میں لکھا ہے کہ میں
امام حسین علیہ السلام کی طرح ہر طرف سے گھر گیا اور میرے دوست میرا ساتھ چھوڑ
گئے

تم ۳۴ میں مولوی صاحب پر غول کیا ہے کہ وہ میری روشنی دکھانے کا سبب
ہیں۔ اس نے ہم ان اشکر کرتے ہیں۔ مگر خیال رہے کہ شکر یہ او اگر نماندہ ہو۔
شکر کرنا محاورہ نہیں ہے۔ اس لئے آپ نے فصاحت کی ٹانگ توڑ ڈالی ہے

دوسرے مصرعہ گوپیلے کی علت بتاتے ہوئے کوئی علامت تحلیل غنیں کی اسلئے بھی یہ شعر ماقلاً اعتباراً در ترجمہ کا محتاج ہے۔

منبر ۳۸ میں بتایا گیا ہے کہ چونکہ آیاتِ سادہ طہارہ ہو رہی ہیں اس لئے جو مکتب مولوی صاحب کے بعد پیدا ہوں گے مرجائیں گے۔ اس مضمون کا پہلے مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور یہ کیا خصوصیت ہو کہ مولوی صاحب نے خٹکے اور باقی مکتب مرجائیں گے۔ بات کرنا نہیں آتی۔ شاید یہ خیال ہو گا کہ موت بہتہ آہستہ مولوی صاحب و ان کے بھتیجاں مکفرین کو چننے لے گی۔ کیونکہ اعتیاد کا لفظ شرفاً سے خلق رکھتا ہے۔ گو لغت میں عام ہو مگر محاورہ میں شرفاً کی خصوصیت ہے۔ سبب معلقہ میں بھی یضاً اللکرام آتا ہے۔ شرار کے مرنے پر یضاً اللکرام نہیں کہا گیا۔ اس لئے مرزا صاحب کی بلاغت کی قطعاً بھی کھل گئی۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ میرزا صاحب کی یہ بد دعا گور شر ثابت ہوئی ہے کیونکہ میرزا کے مکتب یا تو اب تک زندہ ہیں یا آپ کے مبدائے ہیں۔ اور جو اب مکتب پیدا ہو رہے ہیں ان کا تو شمار ہی نہیں ہے۔

منبر ۳۹ میں بتایا گیا ہے کہ مولوی صاحب نے بے اعتدالی کی اور قوم نے میرزا صاحب کی تکفیر کی۔ جناب تکفیر علمائے اسلام کا کام ہے یا قوم کا؟ وہ کائنات پر تنوین پڑھنا اصول کے خلاف ہو۔ جس سے ناظم پرہیز نہ کر سکا۔ اور اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ اور یہ بھی ثابت نہیں کیا کہ اعتدالی بھی موجب تکفیر ہوا کرتا ہو۔

منبر ۴۰۔ میں محمد یوسف سے فریاد کی ہے کہ میں منڈ کافی نہیں تھے۔ مگر شعر اس مضمون کو ادا نہیں کر سکا۔ اور ترجمہ کے بغیر یہ سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ پھر لکھا ہے کہ وہ اپنی قوم سے خود ڈرتا تھا۔ کان یخاف قوم کی بجائے اپنی یخاف استعمال کرنا مذاق شعری کے خلاف ہے۔ اور فانیہ تنگ ہو جانے کی علامت ہے۔

منبر ۴۱۔ میں دکھایا گیا ہے کہ میرزا فی بیگی کی حالت میں نا امید ہو کر کہتے تھے کہ ہم مقتدر ہیں اور خدیشوں میں پھنس گئے ہیں۔ صبر کے سوا چارہ ہی نہیں

اس میں صاف اعتراف ہے کہ میرزا یوں کو بری طرح شکست ہوئی تھی۔ کیونکہ مشورہ ہے کہ "دل آزرده راسخت باشد سخن"۔

اب اگر نریمیت کے بعد گالیاں بھی نہ دیتے تو دم گھٹ کر مچالتے۔ اس شعر میں اپنی قسمتیں اور غیر کی توہین خلاف قرآن ہے۔ اور خود ستائی پیشہ شیطان بود کا مصداق ہے۔ فقالوا کاللفظ اگر جزا ہے تو فصاحت کے خلاف ہے۔ اور اگر دَعْوَا جزا ہے تو فالوا شرط میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دعا اور دَعْوَا میں سبب مسبب کا علاقہ موجود نہیں۔ ہاں اگر کرید کر نکالا جائے تو کمال خوش فہمی ہوگا لیوسعنی کی بجائے لیوسعن پڑھنا اس امر کا مثبت ہے کہ ناظم ٹھٹھا رہے۔ اور شاہی سے کوسوں دور

نمبر ۳۹ میں لکھا ہے کہ طعنوں کے نیزے مرزا یوں کو خستہ کر رہے تھے۔ مگر چیزے سے خستہ ہونا کون سی اردو ہے۔ و مابہر حوا کے بعد لہذا کا استعمال جیسا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی اصلیت میں فصل لازم ہے۔ پھر ناطم نے یہ غضب کیا ہے کہ اسکی خبر کا ذکر نہیں کیا۔ اور والرماسح تنوہم کو ہی کافی سمجھا ہے۔ جو مذاق شعر کے خلاف ہے۔ اصل عبارت یوں چاہئے تھی۔ مابہر حوا الرماسح تنوہم کی بجائے بھی قطعہ نامناسب تھا۔ تاکہ دوسرے مصرعے کا تعلق بے نقاب ہو جانا مگر کیا کریں قادیانی فصاحت کا دنیا سے الگ ہو۔

نمبر ۴۰ میں بتایا ہے کہ مولوی صاحب کے وعظ سے لوگ چیتے جنگئے تھے پچھلے روز میں بستا یا گیا ہے کہ مولوی صاحب نے وعظ کیا تو انہوں نے فساد کیا تھا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ یہ وعظ پہلا ہی وعظ ہے یا دوسرا۔ ناظم نے حالات بیان کرنے میں گروہ بڑھا دی ہے۔ تنم کی بجائے تنموا کا استعمال جیسا ہے کیونکہ تنم کا تنموا وعظ کے بعد پیدا ہوا تھا۔ بہر حال یہ سخت انوس کا مقام ہے کہ ناطم نے خود اس کا اعتراف کر لیا ہے کہ لوگ از قہم شیر تھے۔ اور مرزائی کہتے ہیں۔ کیونکہ جیتا کتوں کے شکار کا بجد دلدادہ ہوتا ہے۔ انوس ہے کہ اسے ناطم بھی

فضاحت کا دعویٰ کرتے ہیں

نمبر ۴۱۔ میں بتا چکا ہے کہ مرزا یوں نے ہر چند کہا کہ میرزا کا انکار موجب عذاب ہے۔ مگر انہوں نے ایک سنی۔ مگر دیکھئے ناظم کی بیعت کہاں تک ہے۔ کفر کا ترجمہ کفرانِ نعمت سے اور انکار کے ساتھ کیا ہے۔ پہلے شعر میں تکفیرِ قوم کا ذکر ہے۔ اور اب کفر پیش کیا ہے۔ کیا تکفیر سے کفر بڑھ کر ہوتا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ یہ خلاف واقع خبر دی گئی ہے۔ کہ ان کو بھولی بات یاد کرانی حبلہ ہی ہے۔

نمبر ۴۲۔ میں اسماعیل نامی ایک مرزائی نے وزن صحیح کرنے میں بہتیرے ملاحظہ پادشاهِ ہند سے ہیں۔ مگر مصرعہ زیر بحث کی کوئی سند مستند عربی کی پیش نہیں کر سکا۔ ورنہ خیالی اور طبیعت کے زور سے تو ہم تصحیح صحیح چار باشد کو تصحیح صحیح چار باشد پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ شعر میں تشدید پیدا کر لے نے کا ہیکو اختیار ہے۔ مگر کچھ یہ ہے کہ ذوقِ سلیم بھی اسے تسلیم کرتا ہے یا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا معاملہ بنجاتا ہے۔ کیونکہ پہلے مصرعہ کو یوں پڑھنا کہ کُفِّیْ عَلَیْکَ الْوُفَا ابْنُ الْوُفَا کیا مکر وہ اثر پیدا کرتا ہے کُفِّیْ ایں کُفِّیْ کی تصحیح ان کر اسماعیل تک نے یہ عذر تنگ پیش کیا ہے کہ کاتب نے یہ ضمیمہ لکھ دیا تھا۔ مگر جو لوگ مرزا صاحب کے فطری اسقام پر مطلع ہیں ان کے سامنے یہ عذر پیش نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ جب مرزا صاحب کتابِ اَوَّلِیْ۔ ذُو الْفَقَارِ عَلَیْ اور مَحْسُوسُ سَنَیْۃ۔ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی سَرَادِ حُجْلُک کو الہامی فقرے بتاتے ہیں تو ان سے یہ کب جید ہو سکتا ہے کہ کُفِّیْ کی بجائے کُفِّیْ ہی ٹھونس دیا ہو۔ مگر جنابِ عالی میں میرزا صاحب درخت بن گئے ہیں۔ اور پہلے مصرعہ میں مظلوم بن چکے ہیں اس لئے دونوں مصرعے آپس میں متناسب نہیں رہے۔ ہاں اسماعیلی منطق سے کچھ عجب بد نہیں کہ کوئی بدیل نکال سکے۔

نمبر ۴۳۔ میں بتاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے فتیں کھا کھا کر کہا تھا

کہ مرزائیوں نے دام تزویر پھیلا یا ہوا ہے۔ مگر مناظرہ میں متین کھانا اور دلائل سے قطع نظر کر لینا خلاف قیاس ہے۔ اور آجنگ مولوی صاحب کے طرز مباحثہ کے بھی خلاف ہے۔ میرزا صاحب نے اپنی ہی طرف کا ٹھوہر دیا ہے کہ مولوی صاحب متین کھا کر میرزا کو جھوٹا ثابت کر رہے تھے۔ ہاں ائمہ یقین علیٰ نفسہ انسان دوسرے کو بھی اچھڑاؤ پر قیاس کرتا ہے۔ چونکہ میرزا صاحب تنگ اگر میدان مناظرہ میں بدو عائن کیا کرتے تھے اس لئے دوسروں کو بھی خیال کر لیا کہ متینوں پر اتر آئے تھے۔ تختیوں کے ناعمل کا ذکر نہیں کیا۔ اور احتیاس کی بجائے تختیوں استعمال کرنا دوسری کمزوری ہے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ مکر تختیوں و اجواب قسم نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۴۴ میں مولوی صاحب کو مفند بنایا حالانکہ فساد فی الدین مرزائیت سے قائم ہوا ہے۔ پھر اس پر تعجب کر کے کہا کہ مفند ہو کر مولوی صاحب تکذیب میں کسی دلیری کر رہے ہیں۔ ناظم کے خیال میں یہ چھٹا ہے کہ مفند دلیری کرے۔ خوب کہی۔ سبوح مصلحہ کا شعر فیا عجبا من کو رہا املتھیل کی شان دکھانا چاہی مگر فضل راہم عقل باید۔ بد مزگی پیدا کر دی

نمبر ۴۵ میں جو خطابات آپ کو مسلمانوں سے حاصل ہوئے تھے بڑے خیر سے لکھی ہیں کہ کچھ تو مجھ مفند دام تزویر پھیلانے والے جانتے تھے اور کچھ لوگ مجھ حالی اور کاذب جانتے تھے۔ ناظم نے یہ نہیں بتایا کہ مولوی صاحب کے اثر سے یہ خطابات آپ کو دیئے گئے تھے۔ یا کوئی پرانی دہرا ہے ہیں۔ کذاب یزوس کی بجائے ہر قسم شاید اس لئے نہیں لائے کہ یہ دام تزویر ابھی ابھی پھیلا یا جا رہا تھا۔ اصل بات ہے کہ ناظم کا قافیہ تنگ ہو بار بار دام تزویر سے ہی اس کو بولا کرتا آ رہا ہے۔

نمبر ۴۶ میں مولوی صاحب کو علم و ہدایت سے خالی ثابت کیا ہے۔ ہاں ہم بھی جانتے ہیں کہ وہ قادیانی علوم و ہدایت سے ضرور حالی تھے۔ مگر یہ تو بتائیں کہ قادیانی علم و فضل مجھ کو گدہ بنانے کا محاورہ کس طرح ثابت کر سکتا ہے کیا کوئی عربی شعر با ضرب

کی وجہ سے بقیۃ القیصر دیا ہے جلا بغاث اور نسیم تو کچھ آپس میں مشابہت بھی رکھتے ہیں۔ مگر بقیۃ اور نسیم میں کیا مشابہت ہے؟ اور پھر لطف یہ ہے کہ بقیۃ پسو کو کہتے ہیں۔ اور پھر کو بعض صنف کہتے ہیں۔ بقیۃ نہیں کہتے ناظم نے ہوش سنبھال کر بھی بقیۃ اور بعض صنف میں فرق نہیں سمجھا۔ ایک اور غلطی یہ کی ہے بقیۃ کے لئے فعل ذکر یستنسہم ذکر کیا ہے۔ پھر تیسری غلطی یہ کی ہے کہ جب تک فعل مذکور یستنسہم نہ پڑیں وزن درست نہیں ہوتا۔ اس مقام پر اسمعیل مرزائی نے عجیب کر تے دکھائے ہیں۔ اور بحر و افریں پناہ لی ہے۔ مگر وَلَکِن یُصَلِّحُ الْعَطَّارُ مَا أَفْسَدَ الْکَھْمُ اصلاح دیتے ہوئے جناب نے کوئی عربی مستند شعر اس وزن کا پیش نہیں کیا۔ ہمارے خیال میں میرزا صاحب خود بقیۃ تھے۔ جو گھر بیٹھے اچھل رہے تھے۔ اور مولوی صاحب نسیم تھے جنہوں نے میرزائی جڑیوں کا شکار کر لیا تھا۔ اس لئے یہ شعرواچات کی ترجمانی کرنے سے قاصر ہے۔ آپ کے خواری اسمعیل نے لکھا ہے کہ اس مصرعہ میں ضرب النشل کو درج نہیں کیا۔ بلکہ اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ اور اس موقع پر چند اشعار بھی نقل کر دیے ہیں۔ مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ناظم ضرب النشل کی طرف اشارہ کرنے پر بھی قادر نہ تھا۔ کیونکہ یہ ضرب النشل ہی نہیں ہے کہ اِنَّ الْبَقِیَّةَ بِاَرْضِنَا یَسْتَنْسِمُ تھو اس کی طرف اشارہ کیسے ہوا؟

شعر ۴۸۰ میں وَاَحْسَنُ کی بجائے وَاَحْسَنُ پڑ ہیں تو وزن درست ہوتا ہے۔ اس قدر کلمات کا محتاج قصیدہ اور اسکو اعجاز یہ کہنا مذہب شاعری میں کبیرہ گناہ ہے۔ پھر نیکایت کی ہے کہ مرزانیوں نے مباہلہ کی درخواست کی مگر شاعر صاحب نے اس کو منظور نہ کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزائی لا جواب ہو گئے تھے۔ ورنہ قمار خور وہ کی طرح اِنْ دُمُکُو سَلُوں پڑ نہ اُتر آتے۔ ناظم نے یَسِیْتُ هَلَنْ کو لَبِیْتُ هَلَنْ پڑھ کر اپنی کمزوری کا ثبوت دیا ہے۔ اس کے بعد اپنی جہالت کا ثبوت یوں بھی دیا ہے کہ انتہال کے بعد عننت نہ لار کا۔

نمبر ۴۹ میں ذکر کیا ہے کہ مولوی صاحب نے مرزا کی کتاب اعجازنا السیور کو

کو غلط سوچی قرار دیا تھا۔ مگر حجب کہا گیا کہ تم بھی ایسی بنا لاؤ تو لبث وصل میں شامل یا مثل
مشہور ہے کہ اندھوں میں کانا واجہ، مرزا صاحب ہمیشہ لوگوں کو ہی ٹھدی کرتے رہے ہیں
جو عربی انشا پر دازی سے واقف نہ تھے ورنہ اگر کسی اور کو لکھارتے تو جھٹی کا دودھ یاد
آجاتا۔ کیا مرزا یوں کو یاد نہیں کہ اعجاز المسیح کے اخلاط سبع چشتیائی میں کس طرح غما
ہوئے اور بعد میں ایک خلیفہ مصنف نے کیسے اس کے پر خچے اڑائے۔ کتاب کا وہ پہلا
شائع ہوئی ہے اس میں سارا کچا جٹھا کھول دیا گیا ہے۔ لم بستمہ کی جیسے لہر تھکتا
بڑا ہے۔ اور اس کی کمزوری کو رفع کرنے میں آپ کے حواریوں نے صرف یہی پیش کیا ہے
کہ قصیدہ لہبا تھا۔ اور امراء القیس جیسے شاعروں سے بھی یہ کمزوری منقول ہے۔ مگر
یاد رہے کہ اس سے اعجاز کی قلمی کھلگئی۔ امراء القیس ہوں یا مرزا۔ کمزوری ہر صورت کمزوری
ہے (ج)

مناظرہ کے متعلق چند ابی اشاعہ

یہ تو ہم نہیں کہتے کہ ہم سچی کے شاگرد کیونکہ نظم میں ٹھدی بھی نہیں کرتے۔ ہمیں خود اعتراف ہے
کہ ہمارا علم کبھی ہے۔ فصحاء عرب کے مقابلہ میں ہمارے اشعار کم حیثیت ہیں۔ مگر یاد رکھیں
کہ سچی کے شاگرد، ناظم قادیانی کے اشعار سے زیادہ سلیس اسقام سے خالی، اور پر لطف
ہیں۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مرزا یوں کو شعریت چھوٹک نہیں گئی۔ پھر اس جہالت پر کچھ
کہنا ایک مضحکہ ہے۔ جس سے شیخ جلی بھی مات ہیں۔
ذیل میں چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں جو ایک دردمند اور خادم اسلام نے نظم کئے
ہیں۔ ناظم قادیان کے اشعار سامنے رکھ کر ناظرین خود موازنہ کریں

کیفیت مناظرہ

وَلَوْ كُنَّا نَدْنُو اللَّهَ مَسْأَلًا جَاهِلًا
بِشَيْءٍ يَكْفِي الْقَادِيَانِي مَسْئَلًا
اگر وہاں مولوی شاعر اند صاحب ہوتے
تو ناواقف کو بھی شک ہوتا کہ قادیانی کا لکھا کیا

وَمِنْكُمْ آيَاتُ الْكِتَابِ جَبَّاهُ
 اویا کہ وہ قرآن کا سن کر
 فَهَذَا عَلَيْكُمْ مِنْ أَبِي الْوَفَا
 تو مولوی صاحب کا ہم پر اہسان ہے
 نَرَى لَعْنَتَ رَبِّ الْأَشْقَانِ (وَاللَّهُ أَعْلَمُ
 مولوی صاحب پر بھی کب کا خدا کی لعنت
 يَقُولُ لَا آيَةَ الْمَسِيحِ فِي هَذَا
 اور کہتا ہے کہ عیسیٰ کجاست کو بند بابہ
 فَلَا أَتَى الْأَمْرَ تَسْرِعًا مَكَافَا
 جب مولوی صاحب مقابلہ میں ہے
 سَرَّاهُمْ سِرَّاهُمْ الْمَلْعُونُ خُصَّارُ الْجَلَسِ
 اور حاضرین جلسہ نے لعنت کے تیرے
 فَقَالُوا تَعَالَوْا نَبْتَلِ سَرَّاهُ إِذَا
 پھر کہنے لگے کہ آؤ مسابہ کریں
 فَقَالَ ثَنَاءُ اللَّهِ لَا بَأْسَ فَالْعَنُوا
 تو مولوی صاحب نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی
 لَعْنُكُمْ لَا مَحْجَبَ إِلَّا تَحَادِيدُ عَوْدِ
 ہاں مگر تم سے مل کر دعا نہیں مانگتے
 وَقَالَ رُوِيَ مَا كُنْتُمْ مَسِيحُكُمْ
 پھر کہا کہ اسے لاؤ وہ اعجاز المسیح کی بات ہے
 وَادْهُوَ مَطْرُوحٌ بِأَنْظَارِ قَوْمَانَا
 وادھو مٹھو طرح ہوا نظر دوں سے گری ہوئی
 چونکہ وہ ہماری قوم کی نظروں سے گری ہوئی

وَمِنْكُمْ آيَاتُ الْكِتَابِ وَمِنْكُمْ
 اور احادیث کو پس پشت ڈالنے کا ہونا
 يَكْفُرُ عَنْهُمْ كَمَا هَذَا
 کہ ہمارے طرف سے ایسا بد زبان کو دفع کرتے ہو ہیں
 عَلَى مَنْ يُضَاهِي الْأَنْبِيَاءَ وَيُفْخِرُ
 کا وہ مستوجبِ کربا ہے برابری اور سرِ نیکر تازی
 يُؤَاوِي عُلَا مَا قَدْ عَلَاهُ الْخُلُوعُ
 اور کب عیسیٰ علیہ السلام ایک بکر غلام پر سوار ہوا کرتے
 وَأَنْتَ شَيْهَ الْفَادِيَانِ وَتَحْدَرُ
 تو قادیانی بکریاں چھینے لگیں
 فَلَمْ يَأْوِهِمْ مِنْ مَوْبِدِّ الْعُنِّ مَصْدَرُ
 تو لعنت کے گھاٹ سے انکو خنات زلی
 فَيُجْرَى بِأَمْنٍ كَانَ بِالْعُنِّ أَجْدَرُ
 کہ جو لعنت کا مستوجب ہو وہ سوا ہو
 فَإِنَّ الْعَنَاءَ قَبْلُ مَنْ كَانَ يَأْتُرُ
 متکبر پر لعنت بھیج چکے ہیں
 لَا تَكْفُرُ رَجُلٌ وَقَوْمٌ مُتَّبَعُونَ
 کیونکہ تم ایک شخص قوم ہو اور قابلِ بلا
 أَسْلَطَهُ لَفْظًا بِالْعُظِّ يَسْطَرُ
 لکھتے جاؤ میرا سے لفظ بلفظ غلط ثابت کرتا
 فَكَيْفَ لَنَا الْإِثْنَانِ بِالْمِثْلِ الْعَصْرِ
 تو ہم یہ کیسے تسلیم کریں کہ اسکی مثل غفلت

۱ اِذَا هُوَ اَعْجَازًا مِثْلَ قَصَاحَةٍ
 کیا وہ فصاحت میں اعجاز بنا ہے
 اَلَا لَوْ لَكِنَّ ذَا سَجْدٍ مُّخْلَاطٍ
 نہیں نہیں وہ تو غلاط کا سجدہ ہے
 اِلَىٰ نَصِيفِهِ وَالنَّصِيفُ ثَلَاثُ نَصِيفٍ
 نصف اول تک تو یہی صرف ہو اور باقی نصف
 وَمُخْطَرٌ فِيهِ اَصُوْلٌ بَرُوْنُهُ
 اس کا مایہ ناز اُس میں اصول بروز ہیں
 بَرُوْنُهُ يَتَعَوَّدُ وَالنَّصَارَىٰ يَاهِلُهَا
 اور اہل نہا کے لفظ یو و نصاریٰ کا بروز کرنا
 فَمَهْلَا يَمِينِ اللّٰهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ
 بخدا ہی اس کے کلام کا خلاصہ ہے
 فَلَوْ كَانَ مَحْفُوْظًا لِّغَوَاحِدٍ لِّقَوْلِهِ
 اگر اس کا کلام قواعد عربیہ کے ماتحت ہوتا
 لَكَانَ عَلَيْنَا اَنْ نُّكَافِيَ قَوْلَهُ
 تب ہمارا فرض تھا کہ ہم اس کے کلام کی تردید کرتے
 اَنْظَلِبْ مِمَّا اَنْ يُّحَرِّقَ مِثْلُ مَا
 کیا تم ہے اس طرح پر تحریف چاہتے ہو
 عَلَيَّكَ اِنْ قَوْلٍ اِنْ يَكُوْنُ لِبْنِ صُلَمٍ
 مڑے باتیں بنانے والا کام کر کے دکھاؤ
 فَطَلَبُ اسْمَاءِ الْفَحْوَلِ فَاَيْتُنَا
 اور اہل علم کی رائیں حاصل کریں تو

اَمِ الْاَلَاءُ الْكُبْرَىٰ لَبَنٌ هُوَ مُنْدَلٌ
 یادہ کسی مندر کا نشان ہے
 لَسَبَّ وَحُطِنٌ وَالْبِلَادَةُ بَيْدٌ
 اور گالیوں اور فحش کلامی کا خرمن ہے
 يَلْقُسِيْدُ اَمَ الْكِتَابِ يَلْبِقُرُ
 سورہ فاتحہ کی غلط تفسیر ہے
 بِحَمْدٍ وَحَمْدٍ وَاحْمَدٌ يَذْكُرُ
 جن کو لفظ احمد محمود اور اسم سے نکرنا
 وَمَبْرُوْرٌ دَجَالٍ كَذِبٍ يَقْرُ
 اور دجال کا روز بھی ثابت کرتا ہے
 هُنَاكَ وَبَاقِي الْقَوْلِ هَلْ لَكَ مُحَمَّدًا
 اور باقی کلام قابل احتراز بدزد باقی ہے
 اَوَالِدٌ رَّجُلٍ اَلْمَثَالُ فِيمَا يَفْسِدُ
 یا اپنی تفسیر میں کوئی سند پیش کرتا
 لَكِنَّ اَقْوَلَ طَرِيْحٌ مُّقْتَدَرًا
 لیکن وہ توت بل استرازا اور گندہ کلام ہے
 تَحْرِفُ فِي الْاَيَاتِ مِمَّا يَقْدَرُ
 جیسے کہ تم حتی الوسع تحریف کلام الہی کرتے
 مَجَارِسُ لَطَمًا نَزَلْنَا شَقِيْدُ
 تو پھر ہم بھی نظم و نثر میں مقابلہ کر کے شائع
 نَاوَنَ صَحِيْحَ الْقَوْلِ فَهُوَ الْمُبَشِّرُ
 جس کا کلام صحیح نکلے وہ کامیاب ہو

حَلَا اِنَّ اعْجَازَ الْمَسِيحِ مِلَآكَةً

اعجاز مسیح کی صحت کا دار و مدار ۔۔۔۔

فَهَلَّا عَرَضْتَ الْقَوْلَ قَوْلَكَ مُفْصِلًا

تم نے اہل علم کے سامنے یہ کتاب کیونہ پیش کی

بِمَا رَجَّحُوْا فِي قَوْلِهِمْ فِيهِ نَاقِدًا

کہ وہ تنقید کرتے ہوئے کیا کہتے ہیں؟

كَمَا كُنْتَ ذَا كُنْتَ فِي الْقَوْمِ شَاعِرًا

اسی طرح تم عالم شباب میں شاعری کرتے تھے

وَكُنْتَ شَاهِدًا بِالْتَّخْلِصِ فَرَحًا

اور فرخ مستار تخلص کرتے تھے۔۔

فَمَا أَرَأَيْتَ فِي مَشَاعَرِهِمْ

تو انہوں نے کبھی تم کو صدر مجلس نہیں پایا تھا

فَكَيْفَ أَذَابَ أَرْثَ فِي نَظْقِ صَفْحَةٍ

تو اب عربی میں جب معتابدہ پر اُترے

وَنَاهِيكَ قَوْلُ النَّاسِ انْ الْمَخُولِ فِي

لوگوں کا یہی مقولہ کافی ہے کہ

لِصِحَّتِهِمْ قَوْلُ الْمُرِيدِ الْمُبْتَذَرِ

تورناریوں کے اقوال ہی پر ہے

عَلَى أَهْلِ مُضَلِّ فِي الْعِلْمِ قَدْ نَظَرُ

تاکہ تم دیکھتے

أَحْصَى هُوَ الْقَوْلَ الْمَصْفَى وَأَقْدَرُ

کہ آیا وہ کلام صاف و صحیح اور درست و ایمانی

پاشعار ہندس و قرس تہفست

اور فارسی وار و وین تاک بس دی لکھت

تَعَايُنَ فُحْشَا فِي الْقَصَائِدِ

اور فحش غزلیں لکھا کرتے تھے

وَمَا حَرَّتْ قَضَبُ السَّابِقِ وَاللَّهْ شَعْرًا

تمہیں معلوم ہے کہ تم کبھی میدان بھی نہ جیتا تھا

فَاَيَّانَ قَضَبُ السَّابِقِ فِي مَا تَقْدِرُ

تو کیسے ممکن تھا کہ اپنی رائے سے جیت جاؤ

ثَقَاءَ نَيْبَا لَا يَزَالُونَ فَاشْعَرًا

منطی ہمیشہ شور و غل مچاتے رہتے ہیں

باقی دار

شذرات

کشمیر کیٹی کا عبرت ناک انجام: مسلمانان ہند کی قیادت حاصل کرنے کے شوق میں آج سے تین سال پہلے میرزا محمود قادیانی نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام سے ایک مجلس قائم کی تھی جس کی صدارت کے فرائض اپنے ذمے لے لئے۔ اور سیکرٹری کے عہدہ پر اپنے ایک مرید کو مقرر کر کے تمام ہندوستان میں اپنا دام ترو ویر پھیلادیا۔ چند فریب خوردہ اور سادہ لوح مسلمان ان کے ساتھ ہو گئے۔ ہزار ہا رومیہ مسلمانوں کی جیبوں سے فراہم کیا گیا۔ اور میرزا قادیانی مبلغین کی فوجیں کشمیر میں بکھریں۔ اور میرزا محمود کو کشمیر کا نجات دہندہ قرار دے کر میرزا ایشیت کی تبلیغ کے لئے میدان تیار کیا گیا۔ مسلمانوں کے رویہ سے مسلمانوں کے متابع ایمان بڑھ کر ڈال گیا۔ میرزا انہوں کی خود غرضیوں کا نتیجہ مسلمانان کشمیر میں افتراق و تشقت کی صورت میں ظاہر ہوا۔ آخر کار ان کا کشمیر کمیٹی کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور مسلمانوں کی طرف سے صدارت کے احتجاج بلند ہونے پر میرزا محمود کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت

مک انصاری الی اللہ

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کو اپنا جتن دے تو حزب انصار کی امداد کیلئے یا تنصیر
 اس کے مکتب بن کر اس کے مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھے۔ عرصہ چار سال ہی میں جماعت
 نہایت خاموشی و سادگی سرگرم عمل ہو رہی ہے تعلیم کیلئے اعلیٰ پیمانہ پر جامعہ جبریلہ میں
 دارالعلوم غفریہ قائم ہے۔ ماہواری رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے ذریعہ اسکے اسلام
 کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و رواج کی بندشوں سے آزاد
 کرانے اور انہیں موافق میرزا نیت کے دائمی و پرمکس نجات دلانے کیلئے نہایت سرگرمی سے
 کام ہو رہا ہے۔ بحیرہ میں ایک عالی شان قلعہ کتب خانہ (لائبریری) کا قیام زیرِ توجہ ہے۔ مخصوص حالات
 بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھیے رسالہ شمس الاسلام کا فریاد نہایت اس کی اشاعت
 وسیع کرنے میں امداد و نیک اسلامی خدمت ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب انصار کو رسالہ
 کے مالی مصارف سے جلد از جلد سبکدوش کریں۔ حزب انصار کے تمام کارکن مفت کام کر
 رہے ہیں۔ صرف طباعت و کثرت و گاندھ کی مصارف پر ادا کرنے کیلئے جدوجہد ہی کام لیتا رہتا ہے
 یقین جانیے کہ رسالہ کا ہر اکہ کی جگہ جانا ایک نکل عالم مبلغ اور منظر کے جاننے کے برابر ہے۔
 کم از کم کوئی گول ایسا ہے جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل وہ و اہل محلہ خیرہ اس کے لیے اہم
 مسجد کے نام جاری کروں۔ ایسا ایمان مساجد کا فرض ہے۔ کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں
 کو براہ آگاہ کر دیا کریں۔ مندرجہ ذیل تبلیغی شتب فتر رسالہ شمس الاسلام کی دل سستی ہے۔

حقیقت شمع
 فتاویٰ اجتناب الحنفیہ
 یعنی ہندوستان کے صدر علماء کا متفقہ فتویٰ و بارہ
 علماء و تلامذہ سید امجدی یا میرزا علی قیاس پنج آنند
 روایت اربعہ نہایت مکمل کتاب قیمت ۵ روپیہ

استقامی المال
 مسائل نزاعہ عہدہ قیاسی
 بیان کوئی قیمت ۵ روپیہ
 علاوہ ان کے
 شمس الاسلام
 کی معرفت دستکوائیں
 بارقہ ضمیمہ
 درو کتاب تفہات
 نیز یہ قیمت ۲

دعوتِ عمل

بنا کر کتب و رسائل

درجہ چہرہ بہ چہرہ

حزب انصاری کے مقاصد و اغراض طریقہ عمل پر مرقبہ ہوا ہے۔ یہاں کا فرض ہے کہ وہ سوچ کر یہ
 کام اسلام کے لئے کرے۔ اگر میں تو کیا اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں
 حسبِ توفیق حصہ لے۔ دلی کے طریقوں کو آپ اس اسلامی پورے کی آبیاری فرما گئے ہیں۔
 راہِ انجیل پر چاری آمدنی میں کچھ حصہ مقرر کرویں جو باہر حزب کو پہنچا دیں۔ نیز اس کے رکن بزرگوار
 اور دوسرے رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حلقہ کار دیج کیجی (۱۲) اپنی زکوٰۃ صدقہ خیرات
 اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غزنیہ کو غریب نادار طلباء اور یتیم داروں کو عطا
 فرمائیں جبکہ تعلیم و تربیت خوراک و رہائش کا فتنہ حزب انصاری نے لے رکھا ہے۔ (۱۳) مایوسی نہ
 شمسِ اسلام کو فریاد رہن کر حزب انصاری کو اس کو مالی مصارف سے سبکدوش میں امداد دیجیے۔ نیز
 کی اشاعت وسیع کرنے کیلئے سعی و سعی کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ہے جس میں سالہ نہ جاتا ہو۔ یقین
 جلائے کہ رسالہ کا سرور کسی جگہ جانا ایک نیا علم تبلیغ اور مناظر کے جانیکے برابر ہر قسم (۱۴) تیامی ایسا کہ
 غزنیہ اور دارالعلوم غزنیہ میں ان کو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیرہ میں بھیج دیں تاکہ
 تعلیم و تربیت کو جاری رکھیں۔ (۱۵) انہی بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار
 سال کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیرہ میں بھیج دیں۔ چار سال میں مولوی قابلیت کے طالب علم کو کافی
 استعداد حاصل ہوتی ہے۔ امامانی مسلک کو مجبور کریں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں اور اپنی بچوں کو چار
 سالہ انصاری بچوں کیلئے بھیرہ میں بھیج دیں۔ اہل قلم حضرات رسالہ کی علمی اعانت ہو ورنہ نہ ہوتی
 اور خیر حضرات کا فرض ہے کہ کتاب میں اپنے پاس ہر خرید کر کتب خانہ حزب انصاری کے وقف فرما دیں
 تاکہ یہ حصہ جاریہ کام دے سکیں۔ جن جن کتب کی ضرورت ہو وہ بدرجہ استفسار معلوم کر لیں۔
 (۱۶) ایسے علماء و غیر مذاہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو
 تو حزب انصاری کے مبلغین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کریں۔
 اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تو شعبہ تبلیغ حزب انصاری میں اپنا نام مدد کر لیں۔
 ناظم حزب انصاری بھیرہ (پنجاب)

(باجوام طبری اصل کوئی ایسا نہ جاتا ہو۔ یقین جلائے کہ رسالہ کا سرور کسی جگہ جانا ایک نیا علم تبلیغ اور مناظر کے جانیکے برابر ہر قسم (۱۴) تیامی ایسا کہ غزنیہ اور دارالعلوم غزنیہ میں ان کو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیرہ میں بھیج دیں تاکہ تعلیم و تربیت کو جاری رکھیں۔ (۱۵) انہی بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیرہ میں بھیج دیں۔ چار سال میں مولوی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہوتی ہے۔ امامانی مسلک کو مجبور کریں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں اور اپنی بچوں کو چار سالہ انصاری بچوں کیلئے بھیرہ میں بھیج دیں۔ اہل قلم حضرات رسالہ کی علمی اعانت ہو ورنہ نہ ہوتی اور خیر حضرات کا فرض ہے کہ کتاب میں اپنے پاس ہر خرید کر کتب خانہ حزب انصاری کے وقف فرما دیں تاکہ یہ حصہ جاریہ کام دے سکیں۔ جن جن کتب کی ضرورت ہو وہ بدرجہ استفسار معلوم کر لیں۔ (۱۶) ایسے علماء و غیر مذاہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو حزب انصاری کے مبلغین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کریں۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تو شعبہ تبلیغ حزب انصاری میں اپنا نام مدد کر لیں۔ ناظم حزب انصاری بھیرہ (پنجاب)